



## جفر اوفہ الباز الشہب

حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ  
کی سیرت مبارکہ اور آپ کے مقام ولادت پر جامع تحقیق

تالیف

ڈاکٹر جمال الدین صالح الکیلانی

ترجمہ و پیشکش

سید وحید القادری عارف

# جغرافیۃ الباز الالہیہ

حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ  
کی سیرتِ مبارکہ اور آپ کے مقامِ ولادت پر جامع تحقیق

تالیف

ڈاکٹر جمال الدین فالح الکیلانی

نظرِ ثانی

ڈاکٹر عماد عبد السلام رؤوف

ترجمہ و پیشکش

سید وحید القادری عارف

## تفصیلاتِ اشاعت

|                |                                 |
|----------------|---------------------------------|
| کتاب کا نام:   | جغرافیہ الباز الاشہب            |
| صنف:           | سیرت مذکورہ تحقیق               |
| تالیف:         | ڈاکٹر جمال الدین ونالح الکیلانی |
| ترجمہ و پیشکش: | سید وحید القادری عارف           |
| ناشر:          |                                 |
| سن اشاعت:      |                                 |
| تعداد اشاعت:   |                                 |
| مطبوعہ:        |                                 |
| قیمت:          |                                 |

ملنے کے پتے

- ۱۔
- ۲۔
- ۳۔
- ۴۔
- ۵۔
- ۶۔

## فہرست

| صفحہ | عنوان                                                                    |
|------|--------------------------------------------------------------------------|
|      | آیتِ کریمہ                                                               |
|      | انتساب                                                                   |
|      | شکر و تقدیر                                                              |
|      | مقدمہ۔ ڈاکٹر عبدالسلام روؤف                                              |
|      | کلمات۔ ڈاکٹر ماجد عرساں الکیلانی                                         |
|      | کلمات۔ ڈاکٹر سعید عبدالفتاح عاشور                                        |
|      | کلمات۔ ڈاکٹر محی ہلال الرحمان                                            |
|      | کلمات۔ ڈاکٹر رشید الخیون                                                 |
|      | کلمات۔ ڈاکٹر محسن مہدی                                                   |
|      | کلمات۔ ڈاکٹر کمال مظہر احمد                                              |
|      | ارشادات امام نووی رحمۃ اللہ علیہ                                         |
|      | حقیقت اور تاریخ                                                          |
|      | باب الداخلہ                                                              |
|      | مشکلاتِ تحقیق                                                            |
|      | سفرِ مکان و زمان                                                         |
|      | حضرت سیدنا الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی<br>سیرت پر نظر غائر |
|      | حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ                               |

|  |                                                                                                      |
|--|------------------------------------------------------------------------------------------------------|
|  | نام الکینیت اور نسب                                                                                  |
|  | مقام ولادت و آفرینش                                                                                  |
|  | آپ کے سفر                                                                                            |
|  | جیل سے بغداد کا سفر                                                                                  |
|  | بغداد سے بعقوبہ کا سفر                                                                               |
|  | بغداد سے دیار مقدسہ کا سفر                                                                           |
|  | سیاسی اور سماجی پس منظر                                                                              |
|  | مجلس وعظ و تدریس                                                                                     |
|  | آپ کی دعوتِ اصلاح کی خصوصیات                                                                         |
|  | آپ کی دعوت و ارشاد کا طریق کار                                                                       |
|  | صلیبی جنگوں کے دوران آپ کا محابہ دانہ کردار                                                          |
|  | فقہی مکاتب و فکر                                                                                     |
|  | تصانیف                                                                                               |
|  | وفات                                                                                                 |
|  | اولاد                                                                                                |
|  | حضرت الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مقام ولادت کا ذکر اور اس کے مصدر و مرجع پر تفصیلی نظر |
|  | تاریخ اسلامی میں تہذیب و ثقافت پر مباحث                                                              |
|  | ثقافتی ورثہ کی بیخ کنی                                                                               |
|  | جواز                                                                                                 |

|  |                                                         |
|--|---------------------------------------------------------|
|  | نظریات                                                  |
|  | ابتدائی مورحنین                                         |
|  | ماضیء بعید۔ مثلاً السمعانی                              |
|  | ابوالفرج ابن الجوزی۔ مورخ جو کسی اور کی پیروی نہیں کرتا |
|  | تاریخ کی نظر سے                                         |
|  | مورحنین متاخرین                                         |
|  | الشاطونی                                                |
|  | ابن الملقن                                              |
|  | زین الدین السائح                                        |
|  | اعتدال پسند مورحنین                                     |
|  | ابن تیمیہ الذہبی ابن کثیر اور ابن رجب                   |
|  | مشکلات                                                  |
|  | عراق کے تاریخی جغرافیہ کا ایک جائزہ                     |
|  | مشکلات تاریخ کا باب                                     |
|  | کڑیاں                                                   |
|  | اعداد و شمار کے مظالم                                   |
|  | دائرہء تکرار سے خروج                                    |
|  | فیصلہ کن پیش رفت                                        |
|  | خاتمہ                                                   |
|  | اہم ذرائع اور حوالہ جات کی فہرست                        |

|  |                                           |
|--|-------------------------------------------|
|  | سوانح محقق ڈاکٹر جمال الدین فلاح الکیلانی |
|  | مرافق                                     |
|  | کتاب کے متعلق منتخب اقوال                 |

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ  
قَالَ لَنْ تَرَاني وَلَكِنْ أَنْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ  
تَرَاني فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا فَلَمَّا  
أَفَاوَقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تَبَّتْ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ

(سورة الاعراف / ۱۴۳)

صدق الله العظيم

اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر (کوہ طور) پر پہنچے اور ان کے پروردگار نے ان سے کلام کیا تو کہنے لگے کہ اے پروردگار مجھے (اپنا جلوہ) دکھائیے کہ میں آپ کا دیدار کر سکوں۔ پروردگار نے کہا کہ تم مجھے ہر گز نہ دیکھ سکو گے۔ ہاں پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو اگر یہ اپنی جگہ قائم رہا تو تم مجھے دیکھ سکو گے۔ جب ان کے پروردگار نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو (تجلیء انوار ربانی) نے اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے کہ آپ کی ذات پاک ہے اور میں آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں اور جو ایمان لانے والے ہیں ان میں سب سے اول ہوں۔ (سورہ اعراف آیت ۱۴۳)

صدق الله العظيم

# انتساب کتاب

میں اپنی اس کاوش کو حضرت علامہ صالح احمد العلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح پاک کی خدمت میں ہدیہ پیش کرتا ہوں جنہوں نے مجھے حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کے مقام ولادت کی تحقیق کی جانب توجہ دلائی۔

ڈاکٹر جمال الدین صالح الکیلانی

# انتساب ترجمہ

میں اپنے اس ترجمہ کو والدی و شیخی حضرت علامہ ابوالفضل سید محمود قادری خلیفہ نقیب الاشراف بغداد حضرت سید ابراہیم سیف الدین الکیلانی رحمۃ اللہ علیہما سے منسوب کرتا ہوں جن کا فیض تربیت میرے لئے ہمیشہ مشعل راہ ہے۔

سید وحید قادری عارف

## شکر و تقدیر

ڈاکٹر جمال الدین فلاح الکیلانی

میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی اس نعمت پر شاکر ہوں کہ مجھے اس عاجزانہ تحقیق کی توفیق دی۔ بعد ازاں اپنے استاد محترم ڈاکٹر عبدالسلام رؤف صاحب کی خدمت میں ہدیہء شکر پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس پر نہ صرف مقدمہ تحریر کیا بلکہ میری اس تحریر پر نظرِ ثانی کی اور اصل مواد کی تحسین پر بھی توجہ فرمائی۔ ڈاکٹر محی ہلال السرحان اور ڈاکٹر سالم الآلوسی صاحبان کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس تحریر کو دیکھا اور اپنے تجربہ کا فیض علمی نصیحتوں کی صورت میں مجھ تک پہنچایا اور مجھے بعض نادر و نایاب مخطوطات کی نقلیں بھی فراہم کیں۔ ڈاکٹر ماجد عرسان الکیلانی صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری اس تحریر کے متعلق معلومات حاصل کیں اور اپنے مفید مشوروں سے نوازا جن سے مجھے کافی مدد ملی۔

ڈاکٹر سعید عبدالفتاح عاشور صاحب کا بھی شکریہ کہ انہوں نے تحقیق کے ابتدائی مراحل میں تصحیح فرمائی۔

اور اپنے ہمزلف شیخ عقیف الدین عبدالقادر الکیلانی صاحب کی مسلسل ہمت افزائی کے لئے میں ان کا ممنون ہوں۔

## مقدمة الكتاب

فضيلت مآب پروفيسر ڈاکٹر عماد عبدالسلام رؤوف صاحب  
پروفيسر تاريخ حديث و صدر مرکز احیاء التراث العلمی العربی۔ بغداد یونیورسٹی

بسم الله الرحمن الرحيم

فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ

سو جھاگ۔ تو سو کھ کر زائل ہو جاتا ہے اور (پانی) جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے  
وہ زمین میں ٹھہرا رہتا ہے۔ (سورہ اعراف آیت ۱۷)

صدق الله العظيم

ماضیء قریب میں تحقیق کے دوران بعض مستنوع وجوہات نے تاریخ اور اس  
کے رجحاناتِ مطالعہ اشریح اور تحریر پر نظرِ ثانی کے اہتمام کی جانب  
محققین کو راغب کیا۔ یہ اہتمام امتِ مسلمہ کی عام طرزِ زندگی پر اثر انداز ہونے والے  
بنیادی امور کے حقیقی ادراک کی ضرورت کے احساس کے باعث ظہور پذیر ہوا۔ گزشتہ  
تحریر شدہ تواریخ میں جو مواد ہت اور تہذیب و ثقافت کے محققین کو مطمئن کرنے کے  
لئے کافی نہیں تھا اور نہ ان میں موجود دلائل کے ذریعہ وہ عہدِ ماضی کی گہرائی تک پہنچ  
سکتے تھے۔ چنانچہ ضرورت اس بات کی تھی کہ تاریخ کی بنیادوں کو ایک بار پھر کھوجا  
جائے اور ان کے بغور مطالعہ کے بعد حقائقِ معیارِ علمی کے اصولوں پر ثابت  
ہو جائیں اور انہیں سادگی کے ساتھ یوں تحریر کیا جائے کہ دورِ حاضر اور  
مستقبل میں تاریخ کو اس جدید منہج پر بہتر انداز میں سمجھا جاسکے۔

## اہم تفصیلات

سر کردہ شخصیات کی مفصل سوانح حیات فی نفسہ نہایت اہمیت کی حامل ہوتی ہیں کیوں کہ یہ نہ صرف مذکورہ شخصیت کے مرتبہ پر دلالت کرتی ہیں بلکہ اس کے فکری اور اجتماعی رجحانات کی بھی عکاس ہوتی ہیں اور ان سے بااوقات بعض ایسے باریک مسائل کی بھی تشریح ہو جاتی ہے جو عموماً غیر اہم حبان کر نظر انداز کردئے جاتے ہیں۔ انسان نہ حلا میں بستا ہے اور نہ جغرافیائی حدود سے خارج ہو سکتا ہے۔ وہ فطری طور پر اسی اولین ماحول کا حصہ ہوتا ہے جس میں اس کی پیدائش اور پرورش ہوتی ہے۔ اسی باعث اس ماحول کا تفصیلی مطالعہ موضوع تحقیق شخصیت کے مزاج کو سمجھنے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ اور جب تحقیق حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ جیسی عظیم شخصیت سے متعلق ہو تو محقق کے لئے محل فکر مزید غور طلب ہو جاتا ہے کیونکہ آپ کا دور حیات ہم اقام کے فتنوں اسماعی تنازعات اور نظریاتی اختلافات سے پُر تھا اور یہ بااوقات مختلف انداز سے آپ کے سامنے سر اُبھارتے رہے تھے۔ آپ عنقوانِ شباب میں بغداد تشریف لائے اور وہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ آپ نے علمائے بغداد سے تعلیم پائی اور وہاں کے ماحول میں اس طرح رنگ گئے کہ آپ اہل بغداد میں شمار ہوئے اور اپنی نشوونما، تعلیم و تربیت، وضعی اوقات اور مدفن کے اعتبار سے بغدادی ہی کہلائے۔ اسی باعث اس مقام کے متعلق محققین نے زیادہ توجہ نہ کی جو آپ کا مقام ولادت ہے اور جہاں آپ نے اپنی زندگی کے ابتدائی چند سال بسر فرمائے تھے۔ بعض مولفین نے اس روایت کو اپنا یا جس کے مطابق

آپ کا مقام ولادت جیلان بتایا گیا جو طبرستان کے نواح میں واقع ہے۔ بعض مورخین متاخرین نے بھی اسی روایت کو اپنی کتب میں نقل کیا سوائے ان محققین کے جنہیں اس روایت پر یقین نہ تھا اور جنہوں نے اپنے اس شک کا اظہار بھی کیا کہ جیلان نامی متعدد شہر دنیا میں موجود ہیں جن میں سے جیلان اور جیل عراق میں بغداد سے قریب واقع ہیں اور انہوں نے آپ کی نسبت ان کی جانب کی۔ لیکن ان کا یہ نظریہ کسی طرح عوام الناس سے پوشیدہ رہا اور تاریخ میں اپنا مقام نہ پاس کا حالانکہ انہوں نے بڑے شرح و بسط کے ساتھ آپ کی حوائج آفرینش اور بغداد میں تشریف آوری کے وقت وہاں موجود تہذیب و ثقافت کی تمام کڑیوں مثلاً علم و ادب شعر و شاعری درس و تدریس تالیفات محاضرات کا آپس میں ربط محکم ثابت کیا ہے۔ ڈاکٹر جمال الدین فالح الکیلانی نے حضرت الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ کا بڑے اہتمام سے مطالعہ کا کیا ہے اور اس خصوص میں متعدد تحقیقات و تالیفات کو بنظرِ غائر دیکھا اور ان رموز تک رسائی حاصل کی جن تک محققین ماضی نہ پہنچ سکے تھے۔ انہوں نے حضرت الشیخ رضی اللہ عنہ کے وطن اصلی کے مسئلہ کا بھی مطالعہ کیا اس سلسلہ میں وارد روایات کا تقابلی جائزہ لیا اور بلادِ اسلامیہ میں موجود لٹریچر اور سفرناموں کی جانب رجوع کیا اور کافی مشقت اور طویل وقت صرف کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ حضرت الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی ولادت عراق میں واقع جیلان میں ہوئی نہ کہ اس جیلان میں جو مشرقِ اسلامی کا حصہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ مسئلہ حقیقتاً

اس مشقت اور توجہ کا مستحق تھا جس کا بیڑہ ڈاکٹر جمال الدین صالح الکیلانی نے اٹھایا اور مختلف روایات اور وسائل علمی کی تاریخی اور جغرافیائی اہمیت کا مطالعہ کیا اور دراصل علمی تصانیف تاریخ سے گہری دلچسپی، عظیم شخصیتوں کی سیرت سے دلی تعلق، احیائے معارف اسلام سے شغف وہ خصوصیات ہیں جن کے باعث وہ متمیز ہیں اور ان کی تحقیقات قدر و منزلت کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ان کے اس مشغلہ، تحقیق میں برکت عطا فرمائے اور وہ اسی طرح مزید تاریخی تحقیقات کے ذریعہ اپنی علمی ضوفانیاں عام کرتے رہیں۔

ڈاکٹر عماد عبدالسلام روؤف

## کلمات

فضیلت مآب پروفیسر ڈاکٹر ماجد عسران الکیلانی صاحب  
پروفیسر شعبہ تعلیم اُمّ القریٰ یونیورسٹی۔ سعودی عرب

امام مصلح حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے  
مقام ولادت سے متعلق آپ کی یہ تحقیق دراصل آپ کی ان تھک محنت کا  
پھل اور ایک خوش کن اور حیرت افزا خبر ہے جو اس تاریخی حقیقت کو بے  
نقاب کرتی ہے جو حضرت شیخ جیلانی رضی اللہ عنہ کی ابتدائی حیات  
سے ناواقفیت کی وجہ سے پوشیدہ رہی۔

آپ کا یہ عمل میری نظر میں ان حلا کردہ موتیوں کی مانند ہے  
جنہیں غوطہ خور سمندر کی گہرائیوں سے نکالتے ہیں اور ان کو چمکاتے ہیں تاکہ وہ تاریخی  
حقائق اور جغرافیائی ثبوتیات کے درمیان اپنا صحیح مقام پاسکیں۔ اللہ  
سبحانہ تعالیٰ حضرت حسن البصری پر رحمت فرمائے کہ انہوں نے فرمایا "جس کی  
عقل اس کی رہنمائی نہ ہو اسے اوروں کی روایات کی کثرت سے بھی کچھ فائدہ نہیں  
ہوتا"۔

ڈاکٹر ماجد عسران الکیلانی

## کلمات

فضیلت مآب پروفیسر ڈاکٹر سعید عبدالفتاح عاشور صاحب  
پروفیسر تاریخ قرون وسطیٰ جامعہ اسکندریہ مصر و جامعہ عربیہ بیروت

تاریخ اسلامی متعدد روایات پر مبنی ہے۔ اسی لئے مورخ اور محقق کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ ان روایات کی اچھی طرح چھان بین کرے اور حقیقتِ حال تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ خاص طور پر جب مورخ تاریخ پر کوئی فیصلہ کرے تو اس کا یہ فیصلہ منصفانہ اور صرف حقیقت کو منظرِ عام پر لانے کے لئے ہو۔

حضرت شیخ الاسلام عبد القادر رضی اللہ عنہ 'جنکا نام نامی ہماری تاریخ میں روشن و منور ہے' ان کے مقامِ ولادت سے متعلق آپ کی یہ تحقیق ایک علمی کارنامہ ہے اور اس سے ذہنوں میں ایک بار پھر اس امر کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے کہ روایات کی تحقیق کی جائے اور انہیں بغیر غور و فکر تسلیم نہ کیا جائے۔

ڈاکٹر سعید عبدالفتاح عاشور

## کلمات

فضیلت مآب ڈاکٹر محی ہلال سرحان صاحب

رکن "اتحاد الکتاب والمؤلفین" - بغداد

رکن "اتحاد المؤرخین" - بغداد

مدیر تحریر "مجلة الشريعة والقانون"

مدیر تحریر "مجلة الرسالة الإسلامية"

علمی تحقیق ہمارا سرمایہ ہے اور اس کو عامۃ الناس تک پہنچانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ خاص طور پر روایات کے انبار کی موجودگی میں مورخین کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اپنے قلم کو قابو میں رکھیں۔ میری رائے میں عراق میں سیدنا عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مقام ولادت سے متعلق آپ کا یہ مقالہ اسی امر کی توفیق کا مظہر ہے اور آپ نے جو تحقیق پیش کی ہے وہ یقیناً لائق ستائش ہے۔

ڈاکٹر محی ہلال سرحان

## کلمات

فضیلت مآب ڈاکٹر رشید الخیون صاحب

مصنف "الادیان والمذاهب بالعراق"

ودیگر مطبوعات متعددہ

حضرت الشیخ عبد القادر الکیلانی رضی اللہ عنہ نے اقدارِ تصوف کی روحانیت کا احاطہ کیا اور اس طرح ایک سنتِ سنّیہ کی بنیاد ڈالی اور اس کے قیام کے لئے جدوجہد فرمائی۔ آج بھی قادریت حضرت بازِ اشہب سیدنا عبد القادر رضی اللہ عنہ کے انہی نظریات کی علمبردار اعزم و استقلال سے معمور سیاست اور جانبداری سے بعید سماجی بلندیوں پر فائز نظر آتی ہے اور تصوفِ قادری کا اس خصوص میں ہمیشہ بڑا اہم کردار رہا ہے۔

مجھے ایامِ طالع علمی میں آپ کے روضہء مبارکہ کے قریب سکونت کا شرف حاصل رہا ہے۔

ڈاکٹر جمال الدین فالح الکیلانی حضرت الشیخ رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں اور اپنی تحقیق میں گہرائی اور گیرائی کے لئے معروف ہیں۔ اپنے اس مقالہ کے ذریعہ انہوں نے اپنے جدِ امجد رضی اللہ عنہ کی سیرتِ طیبہ کو تاریخی تحقیق کے نقطہء نظر کے عین مطابق بڑی احتیاط کے ساتھ مکمل مستند اور مدلل انداز

میں تحریر کیا ہے جو اسلامی ورثہ میں ایک قابلِ قدر اضافہ ہے اور جس سے شدت پسندی اور تعصب سے مقابلہ میں مدد ملے گی اور پرچمِ اسلامی خوشگوار بلندیوں پر لہرائے گا۔

میں امید کرتا ہوں کہ ان کی یہ کتاب قارئین میں مقبول ہوگی اور اس سلسلہ میں مزید تحقیق کا باب ثابت ہوگی۔

ڈاکٹر رشید الخیون

## کلمات

فضیلت مآب پروفیسر ڈاکٹر محسن مہدی صاحب

سابق پروفیسر ہارورڈ یونیورسٹی۔ امریکہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کتاب مطالعہء تاریخ اور تنقیدِ سیرت میں ایک بہترین اضافہ ہے۔ موقر محقق ڈاکٹر جمال الدین صالح الکیلانی نے اپنے جد امجد رضی اللہ عنہ کی سیرت کا اس انداز سے مطالعہ کیا کہ بیک وقت تاریخی روایتوں پر اندرونی اور بیرونی تمام تر تنقیدوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کے مستن پر نظر ثانی کی ان کا معترف شدہ شواہد اور دلائل سے تقابل کیا اور ان حقائق کو منظرِ عام پر لے آئے جواب تک پردہء اخفا میں تھیں۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر جامع و مدلل ہے اور قارئین کو قائل کرنے کی امتیازی خصوصیت رکھتی ہے اور اسی باعث حنا طرخواہ پزیرائی کی مستحق ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ مصنف محترم کو مزید قابل قدر مطالعات کی توفیق عطا فرمائے۔

ڈاکٹر محسن مہدی

## کلمات

فضیلت مآب پروفیسر ڈاکٹر کمال مظہر احمد صاحب  
پروفیسر بغداد یونیورسٹی۔ عراق

اکثر دیکھا گیا ہے کہ محققین سابقہ تحقیقات اکتب اور نظریات کو بآسانی قبول کر لیتے ہیں جس کے باعث ان کی تحقیق میں صلاحیت و جدت کا فقدان ہوتا ہے۔ اس کے برعکس آپ کا یہ مقالہ نہ صرف حقائق کی جانب ہماری رہنمائی کرتا ہے بلکہ میدان تحقیق میں صحیح طرزِ عمل کے ساتھ بے نظیر تخلیقی صلاحیتوں کا مظہر ہے۔ آپ کا شمار آپ کی اس تحریر کے باعث حقیقی تخلیق کاروں میں ہوتا ہے۔ آپ کی مزید تخلیقات کے لئے ہماری نیک خواہشات پیش ہیں۔

ڈاکٹر کمال مظہر احمد

## ارشادات

حضرت امام حافظ محی الدین ابو ذکریہ محیی النور رحمۃ اللہ علیہ

کراماتِ اولیاء میں ہمیں حضرت قطبِ شیخ بغداد محی الدین عبد القادر الجلی رضی اللہ عنہ کی کرامات سے زیادہ کسی اور کی کرامات نہیں ملتیں۔ آپ بغداد میں سرگروہِ ساداتِ شافعیہ و حنابلہ تھے۔ اپنے وقت میں آپ علم و دانش کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز تھے۔ آپ کی صحبت سے متعدد اکابرین فیضیاب ہوئے۔ عراق کے مشائخِ عظام بھی آپ کی جانب رجوع کرتے تھے۔ تشنگانِ علم بکثرت آپ کی خدمت میں حصولِ علم کے لئے حاضر ہوتے تھے اور آپ کے بے شمار تلامذہ نے علم و حکمت کے بلند ترین مقامات تک رسائی حاصل کی ہے۔ تمام مشائخِ عظام اور علمائے وقت آپ کی بے انتہا توقیر و احترام کرتے تھے۔ آپ کا قول ان کے لئے قولِ فیصل ہوتا جس کی وہ بلا رد و کد تعمیل کرتے۔ اہلِ سلوک آپ کی خدمت میں دور دراز کے علاقوں سے جوق در جوق حاضر ہوتے تھے۔

آپ صفاتِ جمیلہ اور اخلاقِ شریفہ کے حاملِ ادب و مروت میں کامل تواضع و انکاری کے پیکرِ خوش صورتِ علم و دانش سے لبریز احکامِ شریعت پر سختی سے عمل پیرا اہلِ علم کے لئے قابلِ تعظیم اربابِ دین و سنت کے لئے لائقِ تکریم اہلِ بدعت و اصحابِ حرص و ہوا سے ناراض مریدینِ حق سے محبت کرنے والے اور مجاہدہ اور مراقبہ کے تاحیات پابند تھے۔ علوم و

معارف میں آپ کے اقوال بلند ہیں۔ حرمتِ اللہ کا لحاظ نہ کرنے والوں  
پر آپ شدت سے ناراض ہوتے تھے۔ کریم النفس تھے۔ سخاوت میں بے مثال  
تھے۔ الغرض اس زمانہ میں کوئی آپ جیسا نہ تھا۔ رضی اللہ عنہ

## اقوالِ زرین

### امام غزالی

"جس نے شک نہیں کیا اُس نے دیکھا نہیں  
اور جس نے دیکھا نہیں وہ تاریکی میں بھٹکتا رہا"

### امام طبرہ

"جو قابلِ اعتماد ہو اسے قبول کر لو  
اور جو ناقابلِ اعتماد ہو اسے قبول نہ کرنا"

### جان جیک روسو

(Jean-Jacques Rousseau)

"عظیم تاریخی حقائقِ سطحِ آب پر بہتے اس برف کی مانند ہیں جس کا اوپری حصہ  
پانی پر بہت نظر آتا ہے لیکن جس کا اصل تودہ زیرِ آب ہوتا ہے اور جس کی حقیقت  
غوطہ زنی کے بغیر معلوم نہیں ہو پاتی"

## حقیقت اور تاریخ

حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ (۴۷۰-۵۶۱ھجری / ۱۰۷۷-۱۱۶۵ء) کی سیرت طیبہ کی مختلف جہتیں ہیں جو عام طور پر عربی اور اسلامی نظریات کی تاریخ کے محققین کے لئے اور خاص طور پر خلافت عباسیہ کے اواخر میں اثر انگیز مسلم شخصیتوں پر ریسرچ کرنے والوں کے لئے نہایت اہم ہیں کیونکہ آپ کے عرصہء حیات میں واقع صلیبی جنگوں کے دوران آپ ہی نے مبلغین کے کئی گروہ تیار کئے تھے اور ان کی تعلیم و تربیت فرمائی تھی جنہوں نے صلاح الدین ایوبی کے ساتھ بیت المقدس کی آزادی میں حصہ لیا تھا۔

حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی سیرت طیبہ یکاں طور پر آپ کے دور حیات میں اور آپ کی وفات کے بعد بیشتر مولفین اور مورخین کی تحقیق پر اثر انداز رہی ہے اور آج تک بھی عالم اسلامی میں محققین اور علماء کی تحقیق کا اہم موضوع بنی ہوئی ہے۔

میں نے حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کے مقام ولادت کے متعلق یہ تحقیق اس لئے نہیں کی میں متعدد تواریخ کے اس نظریہ پر حیرت زدہ ہوں جن کا تاریخ کی تشریح میں خرافات کو پروان چڑھانے میں بڑا اہم کردار رہا ہے بلکہ میری اس تحقیق کی اصل وجہ ان مصادر پر میرا شک تھا اور یہی شک اس مبہم و غامض موضوع کی جانب میرا ہنمابنا۔ چنانچہ میں نے متعدد تاریخی اور معاصر ذرائع کا گہرا مطالعہ کیا تاکہ کسی مشہور مصنف

کا نام یا کسی تاریخی واقعہ پر پچھلے دور میں کی گئی اجتماعی نتیجہ خیزی میرے لئے باعث حیرت نہ رہے۔

میرا مقصد محض اختلاف کرنا نہیں بلکہ اس تاریخی واقعہ کو مکاحقہ شفافیت کے ساتھ منظرِ عام پر لانا ہے۔

میں نے بکثرت موجود قدیم و معاصر ذرائع اور حوالہ جات، تعلیم اور تحقیق کے مختلف ذرائع سے متعلق معلومات کے حصول کے لیے کوشش کی اور مناسب نتائج تک پہنچنے کے بعد ان تاریخی حقائق کو ترتیب وار تحریر کیا۔ یہ مرحلہ بڑا صبر آزماء تھا اور اس میں کئی سال صرف ہوئے۔

میں نے اپنے اس ہدف کی تکمیل کے لئے کسی طرح کے میلان طبع سے اجتناب کیا جو اکثر محققین کا انداز رہا ہے اور جس کے باعث وہ تاریخی حقائق کی تحقیق میں ان روایات پر اکتفا کر گئے جو معروف تواریخ کے صفحات میں موجود تھیں اور یہی ان کی تحریروں پر بھی اثر انداز رہیں۔

پھر جو کچھ میں نے تحریر کیا اس کی عرض و غایت بلا کسی شخصی جذبہ کے محض حقیقتِ حال تک رسائی اور سیرتِ قادریہ کی تشریح پر باندازِ نو ضوفشانی کرنا ہے۔ بہر حال مجھے امید ہے کہ میری اس تحریر سے مطالعاتِ تاریخ، تحقیق و تالیف اور امتِ اسلامیہ کی سرکردہ شخصیات، بشمول حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی سیرت کے متعلق جو فنکری سکوت کا خلا تھا وہ خاطر خواہ طور پر پُر ہوگا۔

مجھے فخر ہے کہ مجھے اس مقالہ کی تکمیل کے دن خواب میں سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے جد امجد الباز الاشہب سیدنا عبد القادر الجیلی قدس اللہ روحہ کے ساتھ ہیں اور آپ نے میرے ہاتھ کو ہٹا کر مجھے تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی جانب لے آئے۔

اور تمام توفیق و تکمیل اللہ کی جانب سے ہے

جمال الدین فلاح الکلیدانی

بغداد

## باب الداخلہ

جیلان' عراق: عراق میں ایک تاریخی گاؤں ہے جو شہرِ مدائن کے ماتحت اور اس کے مشہور و معروف آثارِ قدیمہ میں شمار ہوتا ہے۔ یہ دار الحکومت بغداد سے ۴۰ کیلومیٹر جنوب میں واقع قدیم عراقی بابلی قریہ ہے۔ ڈاکٹر بہنام الصوف اس امر کی توثیق کرتے ہیں کہ وہ تمام شہر جنکا نام جیلان ہوا ہے ان کی وجہ تسمیہ بابل قدیم کا یہی شہر جیلان ہے<sup>۱</sup> اور اس کا ذکر بلادِ عرب کی متعدد تاریخی اور جغرافیائی کتابوں<sup>۲</sup> میں موجود ہے۔ اور اسی شہرِ فرخندہ بنیاد کی جانب کئی عظیم شخصیتیں منسوب ہیں جن میں اہم ترین امام و فقیہ و مصلح حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ بابرکات ہے جو "تاج العارفین" "قطبِ بغداد" اور "باز اللہ الاشہب" کے القاب سے معروف ہیں اور جنہوں نے اس تاریک سرزمین میں نور و حکمت کے بیج بوئے اور حلق کے دلوں کو مالک

1- التادنی۔ "تلاند الجواہر فی مناقب عبد القادر"۔ ص ۹۹

اور "جیلان العراق۔ اسکی وجہ تسمیہ (بلندی پر واقع سرزمین) اور عراقِ قدیم بابل میں اس کا محل وقوع۔ علامہ ڈاکٹر بہنام الصوف سے انٹرویو بتاریخ ۱۶/۱۲/۲۰۰۲ء اور علامہ ڈاکٹر فوزی رشید سے انٹرویو بتاریخ ۱/۱/۲۰۰۱ء

اور دیکھئے p136 - Delopote-L-Mesopotamia-london-1925

The Archaeology: Formation and Transformation of an Ancient Iranian State

by D. T. Potts, Cambridge University Press, 29/07/1999 - pp. 45-46

ISBN 0-521-56358-5

2- یاقوت الحموی۔ "معجم البلدان" جلد ۲۔ مادہ ص ۲۰۰

الملک کے عشق سے لبریز کر دیا<sup>3</sup>۔

سلاسل تصوف میں طریقہ قادریہ آپ ہی سے منسوب ہے اور  
آپ ہی نے صلاح الدین ایوبی کے اس لشکر کی فراہمی میں مدد کی تھی جس نے بیت  
المقدس کو صلیبی طاقتوں سے آزاد کیا تھا<sup>4</sup>۔

---

3- الشطنونی۔ "بہجة الاسرار ومعدن الانوار"۔ ص ۳۲

الآلوسی۔ شہاب الدین ابی النشاء (ت 0471 ھجری 0812 ع)۔ "الطراز المذهب فی شرح الباز الاشہب" مخطوطہ نمبر ۱۴۰۵ المکتبۃ

القادرية ص ۱۲

زیدان۔ یوسف۔ "باز اللہ الاشہب" ص ۱۴

4- الکیلانی۔ ماجد عرسان۔ "ہكذا ظهر جیل صلاح الدین"، ص ۳۰۹۔ اور اسی مصنف کا غیر مطبوعہ مقالہ "نشأة القادرية" ص ۸۹

## مشکلاتِ تحقیق

اس محقق کو اثنائے تحقیق میں متعدد صعوبات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کے منجملہ کتبِ تذکرہ اور طبقات میں بکثرت پائی جانے والی معلومات ہیں جنکی اساس مختلف فیہ ہے۔ مزید برآں حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی کتبِ سیرت کسی حناص گروہ تک محدود نہیں جس کے باعث محقق کو ان میں سے اکثر و بیشتر کتب کی حناص رجوع ہونا پڑا تاکہ اگر کہیں کوئی کمی پائی جائے تو کسی اور مقام سے اس کا ازالہ ممکن ہو سکے۔

اسی طرح مختلف مقامات پر موجود نادر و نایاب مخطوطات کے بارے میں معلومات کا حصول اور پھر ان تک رسائی کا مرحلہ تھا جس کے لئے متعدد شہروں میں واقع لائبریریوں اور متعلقہ اشخاص سے خط و کتابت کی گئی تاکہ ان نوادرات کی نقل حاصل کی جائے اور ان کا متارنہ کیا جاسکے۔

ایک اور مشکل یہ پیش آئی کہ اس محقق نے مختلف کتب و رسائل کا مطالعہ کیا تو پایا کہ اکثر کتبِ تاریخ میں حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ عنہ کی ابتدائی زندگی کے زمان و مکان پر قابل اعتماد معلومات کی فراہمی کا اہتمام نہیں کیا گیا ہے۔ جہاں تک حضرت جیلی رضی اللہ عنہ سے متعلق کتبِ تصوف کا تعلق ہے تو وہ تاریخی واقعات سے قطع نظر زیادہ تر آپ کی کرامات کے تذکرہ اور بندہ اور اس کے رب کے درمیان تعلق پر مرکوز ہیں جس کے باعث ان سے تاریخی دلائل کا استخراج مشکل ہے۔

## سفر مکان و زمان

مورخین اور ماہرین جغرافیہ اس بات پر متفق ہیں کہ تاریخ اور جغرافیہ میں مشترک اقدار ہیں اور کسی مسئلہ پر روشنی ڈالنے کے لئے یہ باہم دیگر مربوط اور لازم و ملزوم ہیں<sup>۱</sup>۔ کسی مقام کی موجودہ حیثیت کو سمجھنے کے لئے بھی اس کے تاریخی جغرافیہ کا مطالعہ لازمی ہے اور محقق کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے موضوع پر عہد و مقام دونوں کی رو سے تحقیق کرے۔

چنانچہ ہمارے اس تحقیقی مقالہ کی تدوین کے لئے نظریہء زمان و مکان سے دو جہتوں میں سفر ضروری ہے اور ہم خلافتِ عباسیہ کے عہدِ ثانی اور (دجلہ و فرات کے اطراف و اکفاف میں واقع) ارضِ سواد کی متعدد قرون پر مشتمل تاریخ کا یکساں جائزہ لیں گے۔

---

۱۔ شلش۔ اسماعیل سرور "جغرافیة الإسلام التاريخية" ص ۳

ابن خلدون۔ عبدالرحمن بن محمد (۸۰۸ھ جری) "المقدمة" ایڈیشن ۴، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۹۷۸ء ص ۴۶۷

جعیت۔ ہشام "فی السیرة النبویة" مطبوعہ دارالطلیعة بیروت ۱۹۹۰ء ص ۱۳۲

حضرت سیدنا الامام عبد القادر الجیلوی  
رضی اللہ عنہ  
کی سیرت پر نظرِ غائر

# حضرت الشیخ عبد القادر الجیلوی رضی اللہ عنہ

## نام کنیت نسب

ابو صالح السید محی الدین عبد القادر بن السید ابی صالح موسیٰ بن السید عبد اللہ الجیلانی بن السید یحییٰ الزاہد بن السید محمد المدنی بن امیر مکہ السید داود بن السید موسیٰ الشانی بن السید عبد اللہ ابی المکارم بن السید موسیٰ الجون بن السید عبد اللہ المحض بن السید الحسن المثنیٰ بن السید الإمام الحسن السبط بن امیر المومنین علی بن ابی طالب زوج السیدۃ البتول سیدۃ النساء العالمین وفاطمۃ الزہراء بنت رسول اللہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ چنانچہ آپ گیارہ واسطوں سے حضرت وفاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے ہیں<sup>1</sup>۔

1- ابن الجوزی۔ "المنتظم" جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۹ جلد ۱۰ صفحہ ۷۰ جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۴۔ یاقوت الحموی۔ "معجم البلدان" جلد ۱ صفحہ ۴۲۶۔ ابن الاثیر۔ "الکامل" اور سبط ابن الجوزی۔ "مرآة الزمان" جلد ۸ صفحات ۱۲۴ اور ۲۶۴۔ الشطرنجی۔ "بہجۃ الاسرار" اور ذہبی "تاریخ الاسلام"۔ جلد ۳۹ صفحات ۸۶-۱۰۰ اور جلد ۳۶ صفحہ ۱۱۰ اور "العبر فی خبر من غبر" جلد ۳ صفحہ ۳۶۔ ابن الدمیاطی۔ "المستفاد من ذیل تاریخ بغداد" صفحہ ۱۲۷ (نمبر ۱۲۵)۔ العمری۔ "مسالك الابصار" جلد ۸ صفحات ۱۸۸-۱۹۶ (نمبر ۴۹)۔ الصفدی۔ "الوافی بالوفیات" جلد ۱۹ صفحات ۲۶-۲۸ (نمبر ۷۱۵۸)۔ الیافعی۔ "مرآة الجنان" جلد ۳ صفحات ۲۶۲-۲۷۵۔ ابن کثیر۔ "البداية و النہایة" جلد ۱۲ صفحہ ۳۱۳ اور جلد ۱۲ صفحہ ۲۴۴۔ ابن رجب۔ "الذیل علی طبقات الحنابلہ" دو جلدیں (تصحیح محمد حامد الفقی)، مطبعة السنة المحمدیہ، قاہرہ-۱۹۵۲۔ جلد ۱ صفحات ۲۹۰-۳۰۱ (نمبر ۱۳۴)۔ ابن الملقن۔ "سراج الدین ابو حفص بن علی بن احمد المصری (ت ۸۱۲ ھجری)۔ "طبقات الاولیاء" طبع ۲ (تحقیق نور الدین شریب)، دار المعرفہ، بیروت، ۱۹۸۶ صفحہ ۴۲۱۔ حامی۔ "نفحات الأنس" جلد ۲ صفحات ۶۷۹-۶۸۲۔ التارنی۔ "قلائد الجواهر"۔ الشعرائی۔ "الطبقات الکبریٰ" جلد ۱ صفحات ۱۷۷-۱۸۶ (نمبر ۲۴۸)۔ المناوی۔ "الطبقات الکبریٰ" جلد ۱ صفحہ ۶۷۶ (نمبر ۴۲۴)۔ ابن العمامہ۔ "شذرات الذهب"

جلد ۶ صفحات ۳۳۰-۳۳۶۔ القادری۔ ظہیر الدین۔ "الفتح المبین" صفحہ ۲۱۔ مخطوطات محی ہلال السرحان، المہدوی، ایمان کمال مصطفیٰ۔ "عبدالقادر الکیلانی ادیباً" صفحہ ۳۲۔ اور حضرت الشیخ عبدالقادر الجلی رضی اللہ عنہ کا نسب ثابت ہے جس سے کوئی حایل یا آپ سے بغض و عناد والا ہی انکار کر سکتا ہے۔ کہ جانتا ہے کہ حضرت عماد الدین نصر بن عبدالرزاق بن الشیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہم نے جو اپنے وقت میں بغداد کے قاضی القضاۃ تھے اس کا اعلان کیا تھا اور اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مذکور علیہ الرحمہ اس وقت بڑے ذمہ دار اور صاحب امانت مانے گئے ہیں جبکہ بغداد عالمی مرکز کی حیثیت کا حامل تھا اور جو انہوں نے اپنے خاندان کا نسب ترتیب دیا تو یہ دراصل سچائی کا اقرار اور اعلان حقیقت تھا اور وہ "قاضی" تھے اپنے جد امجد کی طرح "ولی" نہ تھے۔ چنانچہ حضرت نصر بن عبدالرزاق بن الشیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں:

نحن من أولاد خير الحسين  
من به أصلح بين الفئتين  
يشبه المختار في أعلاه إذ  
كان ادناه شبيها بالحسين  
سرّ كتمان أبينا أصله  
أنه قال بأن الفقر زين

یعنی "ہم حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے ہیں جن کے باعث دو گروہوں میں صلح ہوئی (عرض مترجم: یہاں سنن نسائی میں مذکور حدیث مبارکہ "إن ابني هذا سيد ولعل الله أن يصلح به بين فئتين من المسلمين عظیمتین" کی طرف اشارہ ہے کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ میرا یہ بیٹا مسلمانوں کا سردار ہے اور بہت ممکن ہے کہ اس سے ان کے دو عظیم گروہوں میں صلح ہو جائے) اور جو جسم کے اوپری حصہ میں اپنے نانا نبیء مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہہ تھے جب کہ حضرت امام حسین علیہ السلام جسم کے باقی آدھے حصہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت رکھتے تھے۔ ہمارے جد امجد کی پوشیدگی کا راز آپ کے اس فرمان میں ہے کہ فخر ہی بہتر ہے۔"

## مقام ولادت و آفرینش

مشہور ہے<sup>1</sup> کہ حضرت الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ ۱۱ ربیع الثانی ۷۷۰ ھجری مطابق ۱۰۷۷ عیسوی<sup>2</sup> کو جیل میں تولد ہوئے جو عراق میں بغداد سے جنوب کی جانب مدائن سے قریب ایک قریہ ہے اور یہی ہمارے اس تحقیقی مقالہ کا ماخذ<sup>3</sup> و موضوع ہے کہ آپ کی ولادت جیل عراق میں ہوئی نہ کہ جیلانِ طبرستان میں جیسے بعض کتابوں میں بغیر تحقیق و تدقیق لکھا جاتا رہا ہے۔

حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی پرورش اس خاندان میں ہوئی جسے اسلامی مواخذ و مراجع میں خاندانِ صالح سے موصوف کیا گیا ہے<sup>4</sup>۔ آپ کے والد ماجد حضرت ابو صالح موسیٰ زہد و تقویٰ ریاضت و محابہ اور اعمالِ صالحہ کے ذریعہ تزکیہ نفس میں یکتائے زمانہ تھے اور اسی باعث اُن کا لقب "محب الجہاد" (جنگی دوست) تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت عبد اللہ الصومعی الزاہد الحسینی<sup>5</sup> تھیں۔ حضرت الشیخ موسیٰ علیہ الرحمہ کی ایک ہم شیرہء صالحہ عائشہ<sup>6</sup> نامی تھیں جن کے وسیلے سے لوگ بارش کے لئے دعا کرتے تھے اور آپ کے جد امجد حضرت عبد اللہ بن یحییٰ الزاہد علیہ الرحمہ اصحابِ رشد و ہدایت سے تھے۔

جہاں تک حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی صفاتِ مبارکہ کا تعلق ہے تو آپ نحیف البدن 'درمیانی قد' کثادہ سینہ '

## طویل چوڑی بھوری ریش مبارک - جڑواں ہبنویں 'بارعب آواز' وضرار شخصیت کے حامل اور صاحبِ علم و قدر تھے۔

ابن الصابونی۔ "تکملة إكمال ۱ لإكمال في الأنساب والألقاب"۔ جمال الدین ابی حامد محمد بن علی الحمودی المعروف ابن الصابونی۔ وفات ۶۸۰ ہجری۔ تحقیق و تعلیق ڈاکٹر مصطفیٰ جواد۔ مطبوعہ مطبع الجمع العلمی۔ عراق۔ ۱۹۵۷ء۔ صفحہ ۳۷۷۔ معلوم ہو کہ حضرت امام جیلی رضی اللہ عنہ نے خود اپنے متعدد مشہور و معروف اشعار میں اپنے نسب شریف کی جانب اشارہ فرمایا ہے جو ان محبلا ت میں موجود ہیں۔ آپ کے نسب حسنی کی صراحت کرنے والوں میں مشہور ایرانی مفکر ڈاکٹر مرتضیٰ مطہری بھی شامل ہیں۔ دیکھئے کتاب "الإسلام وإیران" ترجمہ ہادی عنروی، مطبع سپہر ایران ۱۹۸۵ء صفحہ ۲۰۷۔ اور اسی محقق کا علمی اسلوب اور تحقیق تاریخ کے اصول پر تحریر شدہ مقالہ بھی مخطوطہ حالت میں مکتبہ قادریہ شریف میں قسم تصوف نمبر ۵۰۴۶ کے تحت موجود ہے۔

- 1۔ الدروبی، ابراہیم۔ "المختصر في تاريخ شيخ الاسلام" صفحہ ۱۱۲ اور آلوسی کی مخطوطہ "أنساب الطالبيين" صفحہ ۹۸
- 2۔ ابن الجوزی۔ "المصدر السابق" جلد ۱۰۔ صفحہ ۸۴-۸۵ ابن النجار۔ "ذیل تاریخ بغداد" جلد ۵۔ صفحہ ۲۸-۲۹ اور سبط ابن الجوزی۔ "مرآة الزمان"۔ قسم جلد ۸ صفحہ ۱۷۳

- 3۔ الکیلانی۔ جمال الدین فالح۔ "الشيخ عبد القادر الكيلاني، رؤية تاريخية معاصرة" صفحہ ۸۷
- 4۔ ابن الدبیشی۔ محمد سعید۔ "المختصر المحتاج إليه من تاريخ بغداد" ایڈیشن ۱۔ جلد ۳۔ منشور ۱۔ مطالعہ و تحقیق مصطفیٰ عبد القادر عطا۔ جو خطیب البغدادی کی تصنیف "تاریخ بغداد" کی جلد ۱۵ کے ساتھ نشر ہوئی۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔ بیروت۔ ۱۹۹۷ء۔ صفحہ ۸۷-۸۸ (نمبر ۲۹۱)

- 5۔ ابن کثیر۔ "البدایة و النہایة في التاريخ" جلد ۱۱۔ صفحہ ۱۱۶ اور جب حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ نے بغداد کو اپنا حائے سکونت بنالیا اور وہاں آپ کی رفعتِ شان مشہور و معروف ہو گئی تو آپ کی والدہ ماجدہ بھی بغداد آگئیں اور آپ کے دوسرے سفر حج میں آپ کے ہمراہ رہیں۔ اُن کی وفات بھی بغداد میں ہوئی لیکن افسوس کہ آپ کا سن وفات معلوم نہ ہو سکا۔ اسکوریال (El Escorial) لائبریری اسپین میں نمبر ۲/۴۱ کے تحت محفوظ قطب الدین موسیٰ بن محمد ایوبی کے مخطوطہ "مناقب الشیخ عبد القادر" صفحہ ۱۱۱ ب۔ جسکی تصویر ڈاکٹر محی ہلال الرحمان نے لی۔

اکثر بلادِ اسلامیہ میں آپ کی اور آپ کی والدہ ماجدہ کی جانب جن مقامات کو منسوب کیا گیا ہے ان سے ڈاکٹر عبد اللہ السمرانی نے انکار کیا ہے اور ڈاکٹر عماد عبد السلام روؤف نے بھی اس کی تائید کی ہے۔

دیکھئے الامرائی۔ عبداللہ سلوم۔ "دراسة في سلسلة نسب الشيخ عبد القادر الجيلاني" مصوره مخطوطہ جو جناب عبدالستار ہاشم سعید الکیلانی کے پاس موجود ہے۔

استاذ مکرم و شیخ ڈاکٹر عماد عبدالسلام روؤف صاحب کے ساتھ ۱۹۹۶/۹/۱ کو اور اس کے بعد میری متعدد ملاقاتوں میں بھی ان موضوعات پر طویل گفتگو رہی۔

6۔ ابن العمام۔ "شذرات الذهب في أخبار من ذهب"۔ جلد ۳۔ صفحہ ۱۹۹

7۔ یہ امر واضح ہے کہ آپ کے جد امجد حضرت "عبداللہ الجیلانی" جو جیل عراق میں پہلی بار سکونت پذیر ہوئے۔ یہ مشرق اسلامی میں امارتِ حسنین کے عہد میں جو کردستان اور اس کے وسیع و عریض اطراف و اکناف میں تھی جیل منتقل ہوئے تھے۔ اور ان کے والد ماجد حضرت یحییٰ الزاہد پہلے شخص تھے جو مشرق میں وارد ہوئے تھے۔ آپ کے قریب ترین رشتہ دار حضرت امام علی الشریقی (عراقی لہجہ میں انہیں الشرجی کہتے ہیں) علیہ الرحمہ بن احمد بن محمد بن ابی بن داؤد الامیر بن موسیٰ الشانی تھے جو علاقہ میان میں واقع قضاء علی الشریقی میں مدفون ہیں۔ ابن الاثیر۔ "الکامل في التاريخ" جلد ۹ صفحہ ۵۶۱۔ العمری۔ ابو الحسن "المجدي في النسب"۔ مخطوطہ۔ مکتبۃ الاسکندریۃ نمبر ۳۷۴۲ صفحہ ۳۱۔ الکیلانی۔ جمال الدین فالج۔ "الامام عبد القادر الجیلانی: جیلان العراق لا جیلان الطبرستان"۔ "مجلة كلية الاداب" عین شمس یونیورسٹی۔ ۲۰۰۹۔ ملاحظہ فرمائیں ڈاکٹر صالح احمد علی کا عرب خراسان کے موضوع پر تحریر کردہ مضمون 'ڈاکٹر عبد الرزاق الانباری کا مقالہ "التوزيع الجغرافي لعرب خراسان" اور ڈاکٹر ناجی حسن السیاف کی تالیف "القبائل العربية في المشرق" اور ان کے مصادر کی جانب مراجعت کی اہمیت۔

## آپ کے سفر

الف: جیل سے بغداد کا سفر:

حضرت الشیخ عبدالقادر الجبلی رضی اللہ عنہ نے بعض علوم شرعیہ صغریٰ میں اپنے افرادِ خاندان سے حاصل کئے<sup>۱</sup> اور پھر مزید علوم کے حصول کے لئے آپ ۱۸ سال کی عمر میں سن ۴۸۸ ہجری مطابق ۱۰۹۵ عیسوی خلیفہ عباسی متظہر باللہ ابو العباس احمد بن المقتدی بامر اللہ ابو القاسم عبداللہ العباسی کے دورِ خلافت میں بغداد تشریف لائے۔ بغداد میں سکونت پذیر ہونے کے بعد آپ حضرت الشیخ ابوسعید المخرمی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ سے وابستہ ہو گئے۔ یہ مدرسہ الرصافہ سے مشرق کی جانب محلہ "باب الازج" میں واقع تھا جواب محلہ "باب الشیخ" سے موسوم ہے۔ آپ کے اس سفر کے دوران ایک واقعہ قابلِ اعتماد مخطوطات میں درج ہے اور اسے ہم بعض دروس اخلاقی یہاں نقل کرتے ہیں۔ حضرت الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ہر امر کی بنیاد سچائی پر رکھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس وقت میں طلبِ علم کی غرض سے جیل سے بغداد کی جانب روانہ ہونے لگا تو میری والدہ نے مجھے چالیس دینار دیئے اور مجھ سے ہمیشہ سچ کہنے کا وعدہ لیا۔ جب ہم ایک ویرانہ میں پہنچے تو کچھ عرب نمودار ہوئے اور انہوں نے قافلہ کو لوٹ لیا۔ ان میں سے ایک میرے پاس آیا اور پوچھنے لگا "تمہارے پاس کیا ہے؟" میں نے کہا چالیس دینار ہیں۔ اس نے خیال کیا کہ میں مذاق کر رہا ہوں اور مجھے چھوڑ دیا۔ پھر مجھے ایک دوسرے شخص

نے دیکھ لیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا "تمہارے پاس کیا ہے؟" میں نے اسے بھی بتا دیا تو وہ مجھے اپنے سردار کے پاس لے گیا۔ سردار نے بھی وہی سوال کیا اور میں نے اسے بھی وہی جواب دیا۔ تم ایسے سچ کیسے کہہ سکتے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ میری ماں نے مجھ سے سچ کہنے کا وعدہ لیا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ میں وعدہ خلافی نہ کر بیٹھوں۔ وہ چسچ کر رونے لگا اور کہا "کیا عجب ہے کہ تمہیں اپنی ماں سے وعدہ خلافی کا ڈر ہے اور میں اللہ سبحانہ تعالیٰ سے کئے گئے عہد میں خیانت سے تک نہیں ڈرتا"۔ پھر اس نے حکم دیا کہ اہل قافلہ کو ان کو ان سے لوٹا گیا مال واپس کر دیا جائے۔ اور کہا "میں آپ کے دستِ مبارک پر اللہ کے حضور توبہ کرتا ہوں"۔ اس کے ساتھیوں نے کہا: کہ آپ ہم سے بڑے قاطع طریق ہیں اور اب آپ توبہ میں ہمارے سرگروہ ہیں اور ان تمام نے آپ کی اور آپ کی صدق گوئی کی برکت سے توبہ کا شرف حاصل کیا<sup>2</sup>۔

ب: بغداد سے بعقوبہ کا سفر:

حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کا دوسرا سفر بغداد سے شہرِ بعقوبہ کی جانب کسبِ معاش کے قصد سے تھا۔ آپ اپنے اس

1۔ ابن الدیشی۔ "المصدر السابق"۔ صفحہ ۳۰۶

2۔ الذہبی۔ "سیر اعلام النبلاء" جلد ۱۲ صفحہ ۴۴۱۔ اور دیکھئے ابن الصابونی کی کتاب "تکملة اکمال الاکمال" ڈاکٹر مصطفیٰ جواد کی تحقیق۔ حاشیہ ۳۶۔ مطبوعہ المجمع العلمی العراقی۔ بغداد۔ ۱۹۵۷۔ اور دیکھئے شطنوفی کی "بہجة الأسرار" پر جمال صالح الکیلانی کی تحقیق۔ صفحہ ۱۵۶

سفر کے متعلق فرماتے ہیں "اہل بغداد سے فقہاء کی ایک جماعت فصل کی کٹائی کے دنوں میں غلہ کے حصول کے لئے دیہی علاقوں کا رخ کرتی تھی۔ ایک دن انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو تاکہ کچھ غلہ لے آئیں اور میں ان کے ساتھ چلا گیا۔ بعقوبہ میں ایک نیک شخص تھے جن کا نام "الشریف البعقوبی" تھا۔ میں ان سے ملاقات کے لئے گیا تو انہوں نے فرمایا "طالبان حق اور صالحین کسی سے کچھ نہیں مانگتے" اور مجھے لوگوں سے سوال کرنے سے منع کیا۔ میں نے اس کے بعد اس عرض سے کسی مقام کا سفر نہ کیا۔ یہ سفر حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے نفس مبارکہ کے لئے بڑا اہم نفع بخش اور سبق آموز تھا جس کا آپ کی شخصیت پر گہرا اثر ہوا۔ آپ کا ترک سوال پر عمل پیرا ہونا آپ کے ارادہء صادقہ کی قوت اور نیک نصیحت کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کے جذبہ کی دلیل ہے<sup>1</sup>۔

ج: بغداد سے دیار مقدسہ کا سفر:

مصادر و مراجع سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک نہیں دو سفر تھے جو فریضہ حج کی ادائیگی کی عرض سے تھے۔ آپ کا پہلا حج سن ۵۰۹ ہجری میں تھا جس کے دوران آپ کی ملاقات حضرت الشیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی

1- الشریف البعقوبی۔ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن عرفة البعقوبی الشافعی الاشعری جو خلافت عباسیہ کے عہد ثانی میں شہر بعقوبہ اور اہل تصوف عراق کے سرکردگان سے اور حضرت الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شیوخ سے تھے۔ دیکھئے واسطی کی تصنیف " تذکرة المقتفين لآثار اولي الصفا وتبصرة المقتدين " صفحہ ۴۲۱۔ مخطوطہ مصطفیٰ جواد جو ان کے صاحبزادے جواد مصطفیٰ جواد کے پاس موجود ہے۔

جبکہ دوسرا حج سن ۵۵۵ ہجری میں تھا جس میں آپ کی والدہ ماجدہ آپ کے ہمراہ تھیں<sup>1</sup>۔ آپ نے اس حج کے دوران متعدد شیوخ سے ملاقات فرمائی جن میں حضرت الشیخ ابی مدین الشعیب رحمۃ اللہ علیہ قابل ذکر ہیں۔ حضرت عبد الرزاق بن الشیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "میرے والد رضی اللہ عنہ نے اپنی شہرت کے بعد صرف ایک دفعہ حج کیا اور اس سفر حج میں زمام قیادت میرے ہاتھ میں تھی"۔ حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے ان سفروں کے علاوہ کسی اور سفر کا علم نہیں کیونکہ ان کے بعد آپ درس و تدریس اور وعظ و نصیحت میں مشغول ہو گئے۔

---

1- اس جانب اشارہ ملتا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ اپنے نوجوان صاحبزادے سے ملاقات کے بعد بغداد میں ہی وفات پا گئیں لیکن ان مخطوطات میں آپ کا سن وفات مذکور نہیں۔ دیکھئے ابن الجوزی کی تصنیف "کلام الشیخ عبد القادر" جو المآلوسی کی مخطوطہ ہے اور مزید ملاحظہ کریں اس مقالہ نگار کی کتاب "الشیخ عبد القادر الکیلانی رؤية تاریخیة معاصرة" صفحات ۷۳ تا ۷۴

## سیاسی اور سماجی پس منظر

جس عہد میں حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ بغداد شریف لائے اس وقت حکومت عباسیہ کے تمام ممالک میں عجیب افراتفری کا دور دورہ ہوتا<sup>1</sup>۔ صلیبی طاقتیں شام کے دہانے پر حملہ آور تھیں<sup>2</sup> اور انطاکیہ اور بیت المقدس پر قبضہ کرنے میں کامیابی کے بعد وہاں مسلمانوں کا قتل عام کر رہی تھیں اور ان کے اموال کو لوٹ رہی تھیں<sup>3</sup>۔ اسی دوران ترکی سلطان "برکیاروق" ایک عظیم لشکر کے ساتھ عازم بغداد ہوتا کہ خلیفہ وقت کو اس کے وزیر "ابن جھیر" کو معزول کرنے پر آمادہ کر سکے۔ خلیفہ نے سلجوقی سلطان "محمد بن ملک شاہ" سے مدد حاصل کی۔ چنانچہ ترکی اور سلجوقی سلطانوں کے درمیان متعدد معرکے ہوئے۔ ایک تذبذب کی کیفیت تھی کہ ان میں سے جو کوئی کسی معرکہ میں فتحیاب ہوتا تو اگلے خطبہ جمعہ میں خلیفہ کے نام کے بعد اس کا نام لیا جاتا تھا<sup>4</sup>۔

اسی دوران فرقہء باطنیہ<sup>5</sup> بھی اپنی خفیہ سرگرمیوں اور مسلم امراء اور قائلین<sup>6</sup>

1- ابن الدیثی۔ "المصدر السابق" صفحہ ۱۲۴

2- القادری۔ ظہیر الدین۔ "المصدر السابق" صفحہ ۱۶۔ علیوی۔ جعفر موسیٰ کامتالہ، ڈاکٹریٹ "عبدالقادر الجیلانی

والتصوف"۔ کلیۃ الاداب۔ بغداد یونیورسٹی۔ ۲۰۰۲۔ صفحہ ۱۹۸

3- ابن کثیر۔ "المصدر السابق" جلد ۳ صفحہ ۴۳

4- ابن الاثیر۔ "اللباب فی معرفة الانساب" جلد ۱۔ صفحہ ۲۶۶

5- ان کو "الحشیشیہ" کہا جاتا تھا کیونکہ یہ لوگ سیاسی قتل و غارتگری اور اپنے مذہب کی ترویج میں شیش کا استعمال کیا کرتے تھے۔ اسی باعث یورپین زبانوں میں لفظ "حشاش" بمعنی قاتل مشہور ہوا۔ دیکھئے اشعر ستانی کی "الملل والنحل" صفحہ ۲۷ اور ۲۹۔ القاری۔ علی بن السلطان۔ "نزهة الخاطر الفاتر فی سيرة الشيخ عبد القادر الجیلانی"

کے خاتمہ میں منہمک تھا۔ سلطان سلجوقی نے ایک بڑا لشکر تیار کیا اور اس کے ساتھ فارس کا رخ کیا جہاں اس نے "اصفہان" کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا جو فرقہء باطنیہ کا گڑھ تھا۔ شدید گھیراؤ کے بعد اہل قلعہ نے ہتھیار ڈال دئے۔ سلطان نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں موجود باغیوں کو قتل کر دیا<sup>1</sup>۔ پھر امرائے قبیلہء بنی اسد<sup>2</sup> سے "صدقہ بن مزید" نے عرب اور کردیوں کے لشکر کے ساتھ بغداد پر قبضہ کا ارادہ کیا تو سلطان سلجوقی نے سلجوقیوں کی ایک بڑی فوج کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور اسے شکست دی<sup>3</sup>۔ یہاں مجرم دراصل بے روزگار اشرار تھے جو سلاطین کو آپس میں جنگ و جدال پر اکساتے تھے تاکہ شہر کا امن و امان درہم برہم ہو اور وہ لوگوں کو قتل کریں اور ان کا مال لوٹ سکیں۔ اور جب سلاطین جنگ سے لوٹتے تو وہ مجرموں کو سزائیں دینے میں مصروف ہو جاتے<sup>4</sup>۔ ظلم و بربریت اور دہشتگردی کے اس سیاسی پس منظر اور ماحول میں حضرت عبدالقادر رضی

(بلسلہء گذشتہ) مخطوطہ القادریہ صفحہ ۴۳۔ شعبان۔ محمد عبدالحی محمد شعبان۔ "التاریخ الاسلامی تفسیر جدید (الدولة العباسية)" المکتبۃ الاہلیہ بیروت۔ ۱۹۷۷۔ صفحہ ۱۳۲۔ ارکون۔ محمد۔ "الفکر الاسلامی: نقد و اجتہاد"۔ ترجمہ ہاشم صالح۔ دارالاساقی بیروت۔ ۲۰۰۹۔ صفحہ ۱۲۴۔  
6۔ المکی۔ بن عزوز۔ "السيف الرباني" صفحہ ۴۰۶۔

- 1۔ الکلیانی۔ علاء الدین۔ "تحفة الابرار ولوامع الابرار" مخطوطہ۔ پرنسٹن یونیورسٹی۔ نسخہ جناب ہاشم سعید الکلیانی (ریٹائرڈ بریگیڈیر انجینئر)۔ صفحہ ۷۶۔
- 2۔ ابن تغری بردی۔ "النجوم الزاهرة" جلد ۵ صفحہ ۳۷۱۔
- 3۔ ابن الجوزی۔ نفس مصدر۔ جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۸۔ ۲۱۱۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۷۔ ۲۶۳۔ ۲۷۱۔
- 4۔ ابن کثیر۔ مصدر گذشتہ۔ جلد ۹۔ صفحہ ۵۶۱۔ البحار۔ محمد رجب۔ "حکایات الشطار والعیارین"۔ عالم المعرفہ۔ کویت۔ ۱۹۸۱۔ صفحہ ۱۷۶۔

اللہ عنہ بغداد میں حصولِ علم میں مشغول تھے<sup>1</sup>۔ آپ نے شیوخ اور فقہاء کی ایک جماعت سے فقہ کی تعلیم حاصل کی جن میں حضرت الشیخ ابوالخیر المخزومی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔ آپ اختلاف و اصول مذہب میں امتیاز کے حامل ہوئے 'ادب کا مطالعہ کیا اور کبارِ محدثین سے سماعتِ حدیث کی۔ اس طرح حضرت شیخ رضی اللہ عنہ تیس سال تک علومِ شریعت کے اصول و فروع کی درس و تدریس میں مشغول رہے<sup>2</sup>۔

1- ابن حناکان۔ "وفیات الاعیان" جلد ۳ صفحہ ۲۲۷ تا ۲۲۸

2- ابن الوردي- "مخطوط خريدة العجائب وفريدة الغرائب"- نسخ الم آلوسي- صفحہ ۱۸۱

## مجلس وعظ و تدریس

جب حضرت ابو سعید الخدری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد رشید حضرت عبد القادر علیہ الرحمہ میں علم و استقامت کی کثرت پائی تو آپ کے لئے ۵۲۱ ہجری کے اوائل میں باب الازج میں واقع اپنے مدرسہ میں مجالس وعظ کا اہتمام فرمایا جہاں آپ ہفتہ میں تین دن 'بروز اتوار' بروز جمعہ اور منگل کی شب کو خطاب کرنے لگے۔ آپ کا پہلا فرمان یہ تھا:

"فکر معرفت کے متلاشی قلب کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر معارف کی موتیوں کو حاصل صدر پر لے آتے ہیں، پھر زبان ان کی فروخت کے لئے آواز لگاتی ہے تو نفس حسن طاعت کے دام دے کر انہیں ان گھروں میں خرید لیتے ہیں جنہیں بلند کرنے کے لئے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے<sup>1</sup>"

حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ نے اپنے مواعظِ حسنہ کے ذریعہ کئی ظالم حکمرانوں کو ظلم سے روکنے اور متعدد گمراہوں کو گمراہی سے پلٹانے میں کامیاب رہے۔ خاص طور پر حکام آپ کی تنقید کا نشانہ ہوتے تھے اور ساتھ ہی آپ عامۃ الناس کو خلاف شریعت امور میں ان کی اطاعت سے منع فرماتے تھے۔

1- ابن الجوزی۔ "المصدر السابق" جلد ۹ صفحات ۱۶۸-۱۷۰ 'یا قوت الحموی'۔ "معجم البلدان" جلد ۴ صفحہ ۴۹ سبط ابن الجوزی۔ "مرآة الزمان" جلد ۸ قسم ۱ صفحات ۳۹-۴۰ ابن خلکان۔ "وفیات الأعیان" جلد ۴ صفحات ۲۱۶-۲۱۹ السبکی۔ "طبقات الشافعیة الكبرى" جلد ۶ صفحہ ۱۹۱ (ترجمہ مطبوعہ) الاسنوی۔ "طبقات الشافعیة" جلد ۲ صفحہ ۱۱۱ ابن کثیر۔ "البدایة والنهاية" جلد ۱۲ صفحہ ۲۱۳ حبابی۔ "نفحات الأنس" جلد ۲ صفحہ ۵۱۶ السنای۔ "الطبقات الكبرى" جلد ۱ صفحہ ۷۰۴ (نمبر ۴۴۵) ابن رجب۔ "الذیل علی طبقات الحنابلة" جلد ۲ صفحہ ۴۰ الکیلانی۔ جمال الدین فالج۔ "الشیخ عبد القادر الکیلانی رؤیة تاریخیة معاصرة" صفحات ۷-۷۶

ایک مجلس میں فرماتے ہیں:

"بادشاہ رعایا کے معبود ہو گئے۔ دنیا مال و متاع بے فکری رتبہ و طاقت معبود بن گئے۔ تم نے فروع کو اصل بنالیا۔ رزق پانے والے کو رازق مملوک کو مالک افتخیر کو عسلی اعجاز کو قوی 'مردہ کو زندہ سمجھ لیا۔ تم نے دنیا کے عنبرور کرنے والوں 'فراعین احمرانوں اور دولتمندوں کی بڑائی شروع کر دی اور اللہ عزو جل کی عظمت کو فراموش کر دیا تو تمہارا حکم وہی ہے جو بت پرستوں کا ہے کہ تم اپنے ان بتوں کی بڑائی کرنے والے ہو"

آپ نے بلا امتیاز ان ظالم سلاطین کے آلہء کار اور عملے کو بھی اپنی تنقید کا نشانہ بنایا جو ان کے احکام کو نافذ کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اور یہی نہیں آپ اپنی عام محافل وعظ میں ان حکمرانوں کو بھی ہدف تنقید بناتے تھے اور ان کے مخصوص انحراف اور ظلم پر اپنے تاثرات بھی بے جھجک بیان کرتے تھے۔ چنانچہ سن ۵۴۱ ہجری مطابق ۱۱۴۶ عیسوی میں جب خلیفہء مقتفی نے یحییٰ بن سعید کو جو ابن مرجم کے نام سے معروف تھا قضاء پر فائز کیا تو اس نے رعایا پر ظلم کی انتہا کر دی 'ان کے مال لوٹے اور رشوت کا بازار گرم کیا۔ چونکہ علی الاعلان کوئی اس کی مخالفت نہیں کر سکتا تھا اس لئے اس کے خلاف منشور لکھے گئے اور مساجد اور راستوں پر چپکائے گئے۔ سبط ابن جوزی لکھتے ہیں کہ حضرت عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ جب خلیفہ کو مسجد میں پایا تو اس موقع کو غنیمت جان کر برسرِ منبر اس سے مخاطب ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا کہ "تم نے مسلمانوں پر ظالم ترین حکمران مسلط کر دیا اور کل رب العالمین کو تم کیا جواب دو گے"۔ خلیفہ نے فوراً قاضیء مذکور کو

برطرف کر دیا۔ اسی طرح کا معاملہ آپ نے کئی وزیروں اور دیگر سرکردہ شخصیتوں کے ساتھ بھی کیا اور تاریخ میں مذکور ہے کہ وہ حضرت عبد القادر رضی اللہ عنہ کے ارشادات کو سنتے تھے کیونکہ وہ آپ کی صدق مقصد اور نیک نیتی پر کامل اعتقاد رکھتے تھے۔ حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ خود کو شکوک و شبہات سے بالاتر اور حکام کی قربت سے دور رکھتے تھے۔ آپ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ نے کبھی کسی حاکم کے دروازے پر دستک نہیں دی<sup>1</sup>۔ آپ کی مجلس وعظ میں وزراء اور امراء بکثرت حاضر رہتے۔ عوام الناس پر آپ کی وعظ و نصیحت کا گہرا اثر ہوتا تھا جس کے باعث آپ کے دستِ حق پرست پر ایک لاکھ سے زیادہ چوروں اور اشیاء نے توبہ کی<sup>2</sup> اور پانچ ہزار سے زیادہ یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا<sup>3</sup>۔ حضرت الحلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت الغزالی علیہ الرحمہ کی فکر سے متاثر تھے۔ آپ نے ان کی "احیاء علوم الدین" کی طرز پر ایک کتاب "الغنیۃ" بھی تالیف فرمائی۔ آپ نے حضرت غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات بھی کی اور ان کے پاس بیٹھ کر ان سے استفادہ بھی کیا<sup>4</sup>۔ حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ ایک طلسماتی

1- اکتبی۔ ابن شاکر۔ "فوات الوفيات" جلد ۱ صفحہ ۷۳

2- المقریزی۔ "السلوک" جلد ۱ صفحہ ۷۲

3- شیمل۔ "الابعاد الصوفیۃ فی الاسلام" صفحہ ۲۹۷

4- ابن الجوزی۔ "المصدر السابق" جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۲ ابن فہر۔ ابو بکر محمد بن عبد الغنی الحنبلی البغدادی وفات ۶۲۹ھ۔ "کتاب

التقید لمعرفۃ الرواۃ والسنن والمسانید" تصحیح و تعلیق الطاف حسین۔ ط ۱۔ ج ۲۔ دائرة المعارف العثمانیہ۔

حیدرآباد دکن۔ الهند۔ ۱۹۸۳۔ جلد ۲ صفحہ ۱۶۳ ابن خلکان۔ "وفیات الأعیان" جلد ۳۔ صفحہ ۲۲۶ الذہبی۔ "تاریخ

الاسلام" جلد ۳۸ صفحہ ۱۱۲ ابن الدمیاطی۔ "المستفاد من ذیل تاریخ بغداد" صفحہ ۱۱۳ (نمبر ۱۰۵) الصفدی۔ "الوافی

بالوفیات" جلد ۱۸۔ صفحہ ۷ ابن کثیر۔ "البداية والنهاية" جلد ۱۲ صفحہ ۲۹۷ ابن العمامہ۔ "شذرات

شخصیت اور منفرد روحانی اثر کے حامل تھے۔ آپ جب وعظ فرماتے تو سامعین آپ کی گفتگو کی دلکشی میں ایسے کھو جاتے کہ ان کے دل آپ کی وعظ و نصیحت سے مغلوب ہو جاتے<sup>1</sup>۔ ایک دفعہ آپ کرسیء وعظ پر تشریف فرما تھے۔ اثنائے گفتگو میں آپ کا عمامہ کھل گیا اور آپ کو اس کی خبر تک نہ ہوئی تو حاضرین نے بھی آپ کی تقلید میں بے ساختہ اپنے سروں سے عمامے اور ٹوپیاں اتار دیں۔ آپ ان علماء پر بھی شدید تنقید فرماتے تھے جو سلاطین کے در پر دستک دیتے تھے۔ آپ ان سے مخاطب ہو کر فرماتے:

"اے آخرت کی راہ میں اہل دنیا سے دنیا لوٹنے والو! اے حق سے نا آشناؤ! تمہیں ان عوام سے زیادہ توبہ کی ضرورت ہے! تمہیں اپنے گناہوں کے اعتراف کی ان سے زیادہ حاجت ہے کہ تمہارے پاس کوئی بھلائی نہیں۔"

اور فرماتے:

"اگر تمہارے پاس دولتِ علم اور اس کی برکتیں ہوتیں تو تم اس طرح ان سلاطین کے دروازوں کی جانب اپنے خواہشاتِ نفس کی پاجبائی کے لئے نہ دوڑتے۔"

اور عامۃ الناس کو ان کی محال و وعظ میں جانے اور ان کی گفتگو کو سننے سے یوں منع

(بلسلہء گذشتہ) الذہب "جلد ۶ صفحہ ۲۷۵" اکیلائی۔ جمال الدین مناج۔ "لقاء الامامین الغزالی والجیلانی: حقیقۃ

تاریخۃ" در مجلہ "الديار اللندنية" شمارہ ۸۵۴

1۔ ابن العمام۔ "المصدر السابق"۔ جلد ۵ صفحہ ۱۹

فرماتے:

"اے اللہ کے بندو! ان لوگوں کی گفتگو نہ سنا جو صرف تمہارے نفس کو خوش کرنے والے ہوں۔ یہ لوگ اصحابِ حکومت کے سامنے جھکنے والے ہیں اور ان کے پاس مٹی کے ان ڈرات کی مانند ہیں جو نہ انہیں کسی معروف کا حکم دے سکتے ہیں اور نہ ہی کسی منکر سے روک سکتے ہیں۔ اور اگر یہ کیا بھی تو نفاق اور تکلف سے کرتے ہیں۔ اللہ اس زمین کو ان سے اور ہر منافق سے پاک کر دے یا پھر انہیں توبہ اور ہدایت نصیب فرمائے۔ مجھے حیا آتی ہے جب میں کسی کو اللہ اللہ کہتے سنتا ہوں اور وہ کسی اور سے اُمید رکھتا ہے۔"

اسی طرح آپ نے مذاہب میں شدت پسند علماء کی بھی تنبیہ فرمائی۔ اس خصوص میں آپ کے اقوال کے منجملہ یہ قول بھی ہے کہ "بے فائدہ گفتگو سے پرہیز کرو۔ مذاہب میں عدم رواداری کو ترک کر دو اور ایسے کام کرو جو دنیا اور آخرت میں تمہارے لئے نفع بخش ہوں۔" اس موقف سے آپ کی مراد صورتِ حال کی اصلاح اور علمائے ربانی کی ایک ایسی جماعت کی افزائش تھی جو لوگوں کو وعظ و نصیحت کرے، انہیں ہدایت و پاکیزگی کی راہ دکھائے اور امتِ مسلمہ میں صحیح تعلیمات پھیلانے تاکہ آنے والی نسلیں ان لوگوں کی خصوصیات کی حامل ہو جائیں جن کے ہاتھوں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی کامیابی کا وعدہ فرمایا ہے اور حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ اپنے اس مقصد میں بڑی حد تک کامیاب رہے<sup>1</sup>۔

1۔ سبط ابن الجوزی۔ "مرآة الزمان" جلد ۸، صفحہ ۱۳۸، الشطنوفی۔ "بہجة الأسرار" صفحات ۱۱۴، ۱۳۰، ۱۳۱۔

حضرت الشیخ ابو سعید المخرمی علیہ الرحمہ والرضوان کی وفات کے بعد ان کے مدرسہ میں تدریس وافتاء کی ذمہ داری اُن کے خلیفہ حضرت الشیخ عبد القادر الجلیلی علیہ الرحمہ کے سپرد ہوئی۔ آپ کی شخصیت کی حبانیت<sup>۱</sup> علم دوستی اور طلب علم کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کے باعث طلباء اس مدرسہ کی حبان جوق در جوق آنے لگے یہاں تک کہ مدرسہ میں جگہ کی تنگی ہونے لگی تو اصحاب ثروت کی مالی اعانت اور فستراء کی عملی خدمات سے مدرسہ کے اطراف واکفاف کے مکانات اور دیگر املاک کو اس میں شامل کر لیا گیا اور یہ تعمیر سن ۵۲۸ ہجری مطابق ۱۱۳۳ عیسوی میں تکمیل پائی اور یہ مدرسہ آپ سے منسوب کیا گیا<sup>۱</sup>۔

1- ابن الجوزی۔ "المصدر السابق" جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۳ اور مدرسہ کی توسیع میں مالی اعانت کے متعلق دیکھئے محمد بن جریر الطبری کی "جامع البیان فی تأویل آی القرآن" جلد ۵۔ "تحقیق محمد احمد شاکر"۔ مطبع مصطفیٰ الجلیلی؛ قاہرہ ۱۹۷۸ء جلد ۶ صفحہ ۱۷۶۔ المدرس۔ عبد الکریم۔ "مواہب الرحمن فی تفسیر القرآن" جلد ۵ دار الحریرہ للطباعہ۔ بغداد۔ ۱۹۹۷ء جلد ۵ صفحہ ۸۷ اور ابوالاعلیٰ مودودی۔ "تفسیر سورة النور"۔ المکتبۃ الاسلامیہ۔ قاہرہ ۱۹۵۸ء صفحہ ۳۵

## آپ کی دعوتِ اصلاح کی خصوصیات

حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مجلس کی ابتداء دو اور تین لوگوں سے فرمائی پھر آپ کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ مدرسہ میں گنجائش نہ رہی تو آپ حصارِ بغداد کی جانب واقع اپنی رباط میں مجالس منعقد فرمانے لگے اور وہاں لوگ بکثرت آپ کی خدمت میں آتے اور آپ کے دستِ مبارک پر توبہ کرتے۔ ابتداءً وقت سے آپ کی دعوت و ارشاد کی امتیازی خصوصیت تعلیم و تربیتِ روحانی کا منظم اہتمام تھا۔ حضرت الشیخ عبدالقادر علیہ الرحمہ نے جب اپنے شیخ حضرت ابو سعید المخرمی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مدرسہ کی ذمہ داری سنبھالی تو آپ نے اپنا زیادہ تر وقت مدرسہ کی خدمت کے لئے وقف فرمادیا۔ آپ مدرسہ سے سوائے جمعہ کے باہر نہ نکلتے جب آپ مسجد یارباط کو تشریف لے جاتے تھے۔ آپ کو اپنے منصبِ تدریس پر فخر تھا اور اسے "اعلیٰ منزلت اور عظیم مرتبت" جانتے تھے کہ بلاشبہ صاحبانِ علم ہی اہل زمین کے محبوب ہوتے ہیں۔

حضرت الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے تدریس کی ابتداء سن ۵۲۸ ہجری / ۱۱۳۳ء میں کی اور سن ۵۶۱ ہجری / ۱۱۶۶ء یعنی اپنی وفات تک تینتیس (۳۳) سال اس شعبہ سے وابستہ رہے۔

## آپ کی دعوت و ارشاد کا طریق کار

حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ نے ایک مکمل نصابِ تعلیم وضع فرمایا تھا جس کا ہدف طلب اور مریدین کی علمی 'روحانی اور سماجی تربیت' تھی جو انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پیغام کا حامل اور اس کا اہل کردیتی تھی۔ یہ نصاب حسب ذیل امور پر مشتمل تھا:

الف۔ مذہبی اور ثقافتی تربیت: اس تربیت کا انحصار طالب علم یا مرید کی عمر پر ہوتا اور اس کا نصاب بتدریج ۱۳ علوم پر محیط ہو جاتا جن میں تفسیر 'حدیث' 'اصول فقہ' 'اختلاف فقہ' 'نحو' 'قراءت' وغیرہ شامل ہوتے۔ مریدین کے لئے فقہ اور تصوف کی بیک وقت تعلیم بنیادی شرط ہوتی۔

ب۔ روحانی تربیت: اس نظامِ تعلیم کا ہدف متعلم یا ارادت مند کی ایسی روحانی تربیت ہے کہ جس کی بدولت روح ہر کدورت سے پاک ہو جائے اور اسے فکری اور عملی طور پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت حاصل ہو جائے اور اس کے ہر قدم میں یہی اس کے لئے مشعلِ راہ بنی رہے۔ تزکیہء روح کا یہ طریقہ اس نظریہ پر قائم ہے کہ مرید اپنے عمل کا قائل اور اس سے پوری طرح مطمئن رہے۔

ج۔ سماجی تربیت: آپ کے پاس صوفی وہ نہیں جو دنیا سے کنارہ کش ہو کر تنہائی میں بسر کرے۔ اسی لئے آپ نے افرادِ امت کے درمیان گہرے تعلق کا اہتمام فرمایا اور ان اسباب کا تدارک کیا جو سماجی اتحاد کے زوال کا باعث ہوتے ہیں۔ اسی طرح حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ نے مریدین کو بیروزگاری

محسنین کے عطیات پر زندگی بسر کرنے 'لوگوں کے آگے دستِ سوال دراز کرنے جیسے امور سے دور رکھنے کی تدبیر کی جو انہیں ان کی سماجی حیثیت سے کمتر کر دیتے ہیں اور انہیں امانت داری کے ساتھ تجارت و کسبِ معاش کے اخلاقی قواعد و ضوابط بتلائے اور اس پر آمادہ کیا۔ آپ فرماتے ہیں "مالداروں کے ساتھ بردباری سے اور فتراء کے ساتھ عاجزی سے رہو۔ خود پر فتراء کی صحبت لازم کر لو اور ان سے حسنِ ادب اور سخاوت سے پیش آؤ۔ مرید کو چاہئے کہ وہ دو متمندوں کی داد و دہش کے سامنے کمزور نہ ہو اور نہ اُس کی اس عطا کی لالچ کرے کیونکہ ان کی خوشامدی میں انسان کے دین اور اخلاق کے لئے بڑے خطرے ہیں"۔<sup>1</sup>

1- ابن فضل اللہ۔ "مسالك الابصار" جلد ۱ صفحہ ۱۰۴۔ الکیلانی۔ ماجد عرسان۔ "ہکذا ظہر جیل صلاح الدین" امریکا۔ صفحہ ۳۰۲۔ عفی۔ ابوالعلا۔ "التصوف الثوریة الروحیة فی الاسلام"۔ اسکندریہ۔ ۱۹۵۳۔ صفحہ ۵۶۔۔ الکیلانی۔ جمال الدین منار۔ "الشیخ عبد القادر الکیلانی" صفحہ ۷۶۔

## حضرت الشیخ عبدالقادر الجلی رضی اللہ عنہ

اور

### صلیبی جنگوں کے دوران آپ کا مجاہدانہ کردار

شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ بلادِ شام میں صلیبی قبضوں کے باعث جو خاندان بے گھر ہو گئے تھے ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت کے ذریعہ اصلاحی مدرسوں اور خاص طور پر حضرت الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے مدرسہ نے ان مناطق میں صلیبی طاقتوں کے خطرات سے نمٹنے کے لئے ایک مکمل نسل کی تیاری میں مرکزی کردار ادا کیا۔ چنانچہ حضرت الشیخ عبدالقادر الجلی رضی اللہ عنہ اور آپ کے مدرسہ قادریہ نے ان بے گھر بچوں کو عیسائیوں کے مقبوضہ علاقوں سے لا کر ان کی اقامت و تعلیم و تربیت کے بعد انہیں حنائی مقامات پر متعین کرنے کا اہتمام کیا۔ انہی طلابِ علم سے بعض فقہ اور سیاست کے میدان میں مشہور و معروف ہوئے تو حضرت الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے بعض تلامذہ نے جہادی افواج میں شمولیت اختیار کی۔ ان میں خود آپ کے بعض صاحبزادے مثلاً حضرت عبدالعزیز اور حضرت موسیٰ علیہما الرحمہ بھی شامل تھے۔ اور ان سب میں صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ کے افراد خاندان سرِ فہرست تھے۔ اسی طرح مدرسہ قادریہ کے تلامذہ کی ایک جماعت پہلے نور الدین اور پھر صلاح الدین کے ساتھ نہ صرف سیاسی میدان میں مشغول رہی بلکہ نہایت پُر خطر حالات میں ہمہ تن ان کا ساتھ دیا۔ حضرت الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے عالمِ اسلامی کے قائدین سے شخصی تعلقات تھے اور انہیں سیاسی

ثقافتی اور فوجی معاملات میں بلا واسطہ اور بالواسطہ آپ کا تعاون حاصل تھا۔ اگر ہم اس سے اتفاق نہ بھی کریں کہ حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ یہ شعور 'اعتقاد اور ایمان رکھتے تھے کہ جہاد ایمان کے اعلیٰ درجات کا حصہ ہے اور ظلم اور ظالموں سے 'بحارحیت اور باعنیوں سے مقابلہ کرنا افضل عبادات سے ہے' ہم اتنا تو کہہ ہی سکتے ہیں کہ آپ صلیبی طاقتوں کے خلاف نمایاں اور مشہور مجاہدین سے تھے<sup>1</sup>۔

1- حضرت الشیخ عبد القادر الکیلانی اور صلیبی جنگوں کے دوران آپ کے جہادی کردار پر مزید تفصیل کے لئے دیکھئے اسی مولف کی کتاب "الشیخ عبد القادر الکیلانی رؤية تاريخية معاصرة" صفحات ۸۴ تا ۹۴۔ ابن حنکاء۔ "وفیات الاعیان" جلد ۳ صفحات ۲۰۵ تا ۲۰۸۔ ذہبی۔ "تاریخ الاسلام" جلد ۳۰ صفحات ۱۷۰ تا ۱۷۵۔ صفندی۔ "الوافی بالوفیات" جلد ۱۹ صفحات ۶۳ و ۶۴۔ الکیلانی۔ ماجد عرسان۔ "المصدر السابق" صفحہ ۲۶۵ اور ماجد عرسان الکیلانی سے شخصی ملاقات بتاریخ ۲۰۰۵/۸/۱۲

## فقہی مکاتب فکر

حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ عالم متبحر تھے اور آپ علم لغت و شریعت سے متعلق تیسرہ (۱۳) علوم پر ماہرانہ کلام فرماتے تھے اور انہی علوم میں آپ کے مدرسہ کے طالبان علم بھی درس لیا کرتے تھے۔ ان میں علوم تفسیر، حدیث، مذہب، اختلاف، اصول اور لغت شامل تھے۔ آپ علم قراءت میں بھی کامل و اکمل تھے اور قرآن کریم کو متعدد روایات سے پڑھا کرتے تھے۔ مشہور دلیلوں سے ظاہر ہے کہ آپ مذاہب حضرت امام محمد بن ادریس الشافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل، الشیبانی، علیہما الرضوان کے مطابق فتویٰ دیتے تھے لیکن ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ آپ نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ النعمان بن ثابت بن نعمان الکوفی رضوان اللہ علیہ کے مذہب پر بھی فتویٰ جاری کیا ہے<sup>1</sup>۔

1- التادنی۔ "المصدر السابق" صفحہ ۴۳۔ السکی۔ "طبقات الشافعية الكبرى" جلد ۵ صفحات ۱۶۱ تا ۱۵۳۔ الاسنوی۔ "طبقات الشافعية" جلد ۲ صفحات ۱۵۷ و ۱۵۸۔ ابن کثیر۔ "البدایة و النہایة" جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۱ اور مصطفیٰ جواد۔ "أصول التاريخ و الادب" جلد ۲ صفحہ ۵۴۔

## تصانیف

حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے اصول و فروع اور احوال و حقائق میں بکثرت کتابیں تصنیف فرمائیں اور بعض کتابیں آپ سے منسوب بھی کی گئیں۔ ان میں سے کچھ طبع ہوئیں کچھ مخطوطات کی شکل میں موجود ہیں اور کچھ تصویر کردہ ہیں۔ اکثر طبع شدہ تصانیف کا دنیا کی متعدد زبانوں میں ترجمہ ہوا جبکہ یورپ اور امریکہ میں انگریزی ترجموں کی اشاعت کا بڑا اہتمام کیا گیا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان تصانیف میں جو اصطلاحات پائی جاتی ہیں وہ قرآن کریم کے الفاظ و معانی اور ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشتمل اور اپنے موضوعات میں ان ارشادات و معانی کے عین مطابق ہیں۔ ہم نے ان اصطلاحات کے منجملہ بعض کی حریفی ترتیب اس طرح کی ہے:

ابد (بمعنی ہمیشگی)۔ اتصال۔ احسان۔ اخبات (خشوع و خضوع)۔ اختیار۔ اخلاص۔ ارادہ۔ استقامت۔ اصطفاء (انتخاب)۔ اعتصام۔ امتحان۔ انابت۔ ایثار۔ بحل۔ بسط۔ بصیرت۔ بعد۔ بقا۔ بلا۔ تبیل۔ تجلی۔ تسلیم۔ تفرید۔ تفکر۔ تقدیس۔ تقویٰ۔ تواضع۔ توبہ۔ توحبہ۔ توحید۔ توفیق۔ توکل۔ ثقبہ۔ جنت۔ جوع۔ حال۔ حباب۔ حرص۔ حرمت۔ حرّیہ (بمعنی آزادی)۔ حزن۔ حد۔ حق۔ حقیقت۔ حکمت۔ حیا۔ حیات۔ حیرت۔ حناصیت۔ حناطر۔ ختم (بمعنی مہر)۔ خشوع۔ خشیت۔ خلق۔ خلعت (بمعنی محتاجی)۔ خلوت۔ خلیفہ۔ خوف۔ دعویٰ۔ دنیا۔ ذکر۔ ذوالعقل (صاحب عقل)۔ ذوق۔ ران (بمعنی مخالف)۔ رجا۔ رضا۔ رعایت۔

رغبت۔ رہبت (بمعنی حالتِ خوف)۔ روح۔ ریا۔ زہد۔ سالک۔ ستر۔ سُکر۔ سکینہ۔  
 سماع۔ شاہد۔ شریعت۔ شکر۔ صبر۔ صدق۔ صفا۔ طہارت۔ عارف۔  
 عام۔ عبرت۔ عبادت۔ عجب (بمعنی خود پسندی)۔ عدو۔ عزم۔ عنرق۔  
 عنرور۔ غشاوہ (بمعنی کہرہ یا پردہ)۔ غضب۔ غیبت۔ غیرت۔ فتوۃ (بمعنی کرم)۔  
 فرار۔ فتر۔ فنا۔ قرب۔ قلب۔ کبر۔ لطف۔ ماخوذ و مُستلب (بمعنی سلب شدہ)۔  
 مجاہدہ۔ محاسبہ۔ محبت۔ محو۔ مراقبہ۔ مقام۔ مکر۔ نفس۔ ہمت۔ ہویٰ (بمعنی  
 خواہشات)۔ ہیبت۔ ورع۔ وئائے عہد۔ ولی۔ یقطہ۔ یقین۔

ان تصانیف کے منجملہ بعض اہم تصانیف یہ ہیں:

• الغنیۃ لطالبی طریق الحق (غنیۃ الطالبین): یہ آپ کی مشہور ترین تصانیف

سے ہے جو اسلامی آداب و اخلاق پر مشتمل ہے۔ یہ دو حصوں میں ہے۔  
 ڈاکٹر فرج توفیق الولید نے اس پر تحقیق کی ہے۔

• الفتح الربانی والفیض الرحمانی: یہ بھی مشہور کتابوں سے ہے جو حضرت الشیخ

عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی مجالس و عظ و ارشاد پر مشتمل ہے اور اپنے  
 اندازِ تحریر اور عبارت آرائی میں بے نظیر ہے۔

• فتوح الغیب: حضرت شیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے عتاد و

ارشاد کے مختلف مواضع پر ۷۸ مقالات پر مشتمل تصنیف ہے۔

• إغاثة العارفين وغاية مني الواصلين

• أورد الجيلي

• آداب السلوك والتوصل إلى منازل السلوك

• تحفة المتقين وسبيل العارفين

• جلاء خاطر في الباطن والظاهر

• حزب الرجاء والانتفاء

• الحزب الكبير

• دعاء البسمة

• الرسالة الغوثية: اس تصنیف کا ایک نسخہ مکتبۃ الاوقاف بغداد میں موجود ہے۔

• رسالة في الأسماء العظيمة للطريق إلى الله

• الفيوضات الربانية: یہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کی تصنیف نہیں ہے لیکن اس میں آپ سے منسوب اوراد و وظائف اور دعائیں ہیں۔

• معراج لطيف المعاني

• يواقيت الحكم

• سر الأسرار في التصوف: یہ مشہور و معروف کتاب ہے اور اس کے نسخہ مکتبۃ القادر یہ بغداد اور استنبول یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہیں۔

• الطريق إلى الله: خلوت بیعت اور اسمائے سبعہ پر مشتمل کتاب

• رسائل الشيخ عبد القادر: ۱۵ نامہ حیات۔ استنبول یونیورسٹی لائبریری میں ایک نسخہ موجود ہے۔

• المواهب الرحمانية: صاحب روضات الجنات نے اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔

- حزب عبد القادر الجيلي: مکتبۃ الاوقاف بغداد میں قلمی نسخہ موجود ہے۔
- تنبيه الغبي إلى رؤية النبي: اس کا ایک نسخہ ویٹیکن روم۔ اٹلی میں موجود ہے۔
- وصايا الشيخ عبد القادر: مکتبۃ فیض اللہ الشیخ مراد میں نمبر ۲۵۱ کے تحت نسخہ موجود ہے۔

- تفسیر القرآن الکریم: ڈاکٹر فاضل جیلانی نے اسکی تحقیق کی ہے اور یہ مطبوعہ حالت میں ترکی وغیرہ میں موجود ہے۔ ہمارے پاس اس پر طویل اسٹڈی شائع ہو چکی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس تفسیر میں سوائے نام اور موٹی لکسیروں کے کچھ واضح نہیں اور اس کی تکمیل کا کام جاری ہے۔

• الدلائل القادرية

## وفات

حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ مسلسل بندگانِ خدا کی حق سبحانہ تعالیٰ اور جہاد فی سبیل اللہ کی جانب دعوت و ارشاد میں مصروف رہے تا آنکہ بقضائے الہی ہفتہ کی شب بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی سن ۵۶۱ ہجری کو آپ نے اس جہانِ فانی کو خیر باد کہا۔ آپ کی تجہیز و تکفین رات کو ہی کر دی گئی۔ آپ کے صاحبزادے حضرت عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی جس میں آپ کی اولاد و اصحاب شامل تھے اور آپ کے مدرسہ کے جوار میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ جب مدرسہ کا دروازہ دن چڑھنے پر کھولا گیا تو لوگ آپ کی قبر کی زیارت اور وہاں نماز کے لئے یوں جوق در جوق آنے لگے کہ جس کی کوئی مثال نہ تھی۔ آپ کی عمر شریف ۹۰ سال تھی<sup>1</sup>۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

إِنَّ بَارَ اللّٰهِ سُلْطَانُ الرِّجَالِ

جاءَ فِي عِشْقٍ وَ مَاتَ فِي كَمَالِ

چنانچہ اس بیت میں "عشق" کے عدد ۴۷۰ ہوتے ہیں جو آپ کا سن ولادت ہے اور "کمال" کے عدد ۹۱ ہیں جو آپ کی عمر تقریبی ہے۔ اگر "عشق" اور "کمال" دونوں کو یکجا کیا جائے تو ان کے مجموعی عدد ۵۶۱ ہوتے ہیں اور یہ آپ کا سن وفات ہے<sup>2</sup>۔

1- ابن النجار۔ محب الدین۔ "ذیل تاریخ بغداد" ۵۱ ج ۵۱ م جو خطیب البغدادی کی کتاب "تاریخ بغداد" کی پانچ جلدوں ۱۶، ۱۷، ۱۸

۲۰۱۹ کے ساتھ ۱۹۹۷ میں نشر ہوئی۔ جلد ۱ صفحہ ۲۴۸

2- الذہبی۔ "المصدر السابق" جلد ۲۰ صفحہ ۴۴۴

## اولاد

حضرت الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی ۴۹ اولادیں ہوئیں جن میں ۲ صاحبزادے اور باقی صاحبزادیاں تھیں۔ ان کے منجملہ بعض کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے:

• حضرت عبدالعزیز بن الشیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۰۲ ہجری:-  
آپ نے اپنے والد ماجد سے تعلیم و تربیت پانے کے بعد درس و تدریس اور وعظ و ارشاد میں مشغولیت اختیار کی اور آپ کے دست مبارک پر کئی طالبان ہدایت درجہ کمال پر پہنچے۔ آپ نے عسقلان کے غزوہ اور بیت المقدس کی زیارت کے بعد سن ۵۸۰ ہجری کے آس پاس سنجار کے ایک قریہ کی جانب سفر کیا اور اسی کو اپنا وطن مالوف بنالیا۔ آپ کی اولاد بھی پندرہویں صدی کے اواسط تک وہیں آباد تھی۔ آپ صلاح الدین ایوبی کی فوج کے قائد اور ان کے مشیر تھے۔ اس متواضع مفتالہ نگار کا تعلق بھی آپ ہی کی اولاد سے ہے۔

• حضرت عیسیٰ بن الشیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۹۳ ہجری:- آپ نے اپنے والد ماجد سے فقہ کی تعلیم پائی اور سماعت حدیث وغیرہ فرمائی۔ درس و تدریس اور وعظ و افشتی کی خدمت انخام دی اور علوم صوفیہ میں ایک کتاب "جواهر الأسرار و لطائف الأنوار" تصنیف فرمائی۔ آپ نے اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد مصر کا رخ کیا اور وہاں مواعظ حدیث کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اہلیان مصر کی ایک کشیر تعداد نے آپ سے تکمیل علم کی اور بعض نے خرقةء تصوف قادر یہ پہنا۔ آپ کی وفات مصر ہی میں ہوئی۔

• حضرت عبد الوہاب بن الشیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ (۵۲۲-۵۹۳ ہجری): آپ حنبلی فقہ کے عالم اور واعظ تھے۔ اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے تعلیم فقہ پائی یہاں تک کہ اس میں کامل و اکمل ہو گئے۔ اوائل سن ۵۴۳ ہجری میں جبکہ آپ کی عمر بیس سال سے متجاوز تھی آپ نے اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں نیابت کی اور ان کے مدرسہ میں پڑھانے لگے۔ پھر اپنے والد رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد پوری طرح درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اپنے بھائیوں میں ممتاز مقام کے حامل تھے۔ وعظ میں فصیح اور تواضع 'مرؤت و سخاوت میں بے مثل تھے۔ سن ۵۸۳ ہجری میں خلیفہ عباسی الناصر لدین اللہ نے آپ کو محکمہ عوامی شکایات پر مقرر کیا تھا اور آپ سے حقائق اپنے حوائج کی پابجائی کے لئے رجوع ہوتی تھی۔ آپ ہی نے الناصر لدین اللہ کی ایسا پر سلجوق خاتون کا مقبرہ جہتِ خلاطیہ میں تعمیر کروایا تھا اور اس وقف کے متولی رہے۔ دیوانِ عزیز کی جانب سے شام کے سفیر رہے۔ حضرت عبد الوہاب علیہ الرحمہ نے طلبِ علم کی عرض سے بلادِ ہند کا بھی سفر کیا اور وہاں متعدد افراد آپ کے دستِ حق پرست پر فارغ التحصیل ہوئے۔ ابن الدبیشی نے آپ سے چند احادیث پڑھیں۔

سن ۵۸۸ ہجری میں حضرت عبد الوہاب کو جہتِ خلاطیہ کے وقف سے لا تعلق کر دیا گیا اور حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں کو ان کے مدرسہ سے بے دخل کر کے اسے عبد الرحمن بن الجوزی متوفی

۵۹۷ھ ہجری کے حوالہ کر دیا گیا۔ بعد میں وزیر ابن یونس متوفی ۵۹۳ھ ہجری کی گرفتاری کے بعد یہ مدرسہ حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی اولاد کو لوٹا دیا گیا۔

• حضرت عبد الرزاق بن الشیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ (۵۲۸-۶۰۳ھ ہجری) :- آپ صاحبِ ثقہ، حافظ، عابد، زاہد اور متقی تھے۔ اپنے برادران میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ فقیہ صالح تھے اور اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فقہ کی تعلیم پائی تدریس و کتابت حدیث کی۔ پھر بعد فراغت خدمتِ امینی انجہام دی اور کئی طالبانِ علم کی تعلیم و تربیت فرمائی۔ آپ معرفتِ فقہ کی بہ نسبت معرفتِ حدیث میں زیادہ معروف ہوئے۔ اپنے گھر میں گوشہء تنہائی میں بسر فرماتے اور صرف جمعہ کو باہر نکلتے۔ عسرت و تنگ حالی تھی لیکن اپنے فتر پر صابر تھے۔ نہایت خوددار اور اپنے اسلاف کی مانند پاکباز تھے۔ آپ قاضی القضاۃ حضرت ابی صالح نصر بن عبد الرزاق علیہ الرحمہ کے والد تھے<sup>1</sup>۔

حضرت الشیخ عبد القادر الجبلی رضی اللہ عنہ کے پوتوں میں حضرت قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن عبد الرزاق بن عبد القادر الجبلی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۶۳۳ھ ہجری) شامل ہیں جنکا اس مقالہ کے موضوع سے تعلق ہے۔ آپ حنبلی فقہ میں ماہر اور واعظ تھے۔ اپنے مذہب کے پیشوا اور شیخ وقت تھے۔ اپنے جدِ امجد کے مدرسہ اور دیگر مدارس میں درس دیا کرتے تھے۔ خلیفہ الظاہر بامر اللہ کے عہد میں قاضی القضاۃ رہے

1۔ عرض مترجم: اس خاکسار کا تعلق بھی حضرت عبد الرزاق بن الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی آل سے ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک

اور آپ کے سوا کوئی اور حنبلی قاضی القضاۃ نہ ہوا۔ آپ کے حسنِ خلق کے باعث آپ عوام میں بے حد مقبول و معروف ہوئے۔ آپ کا در تمام لوگوں پر ہمیشہ کھلا ہوتا اور جو چاہتا آپ کے دروازہ پر آواز لگاتا۔ آپ ان کے درمیان بیٹھتے اور پاپیادہ نماز جمعہ کے لئے تشریف لے جاتے۔ سن ۶۲۳ ہجری میں آپ نے تنہائی اختیار کی اور صرف اپنے جدِ محمد کے مدرسہ میں درس و افتاء میں مشغول ہو گئے۔ جب دیر روم میں رباطِ مستجد کی تعمیر تکمیل پائی تو آپ کو وہاں کے اصحابِ زہد کا تاحسین حیات پیشوا مقرر کیا گیا۔ علمِ شریعت و حقیقت میں اہل بغداد کی کثیر تعداد آپ کی خدمت میں فناء و تحصیل ہوئی۔

صاحبِ اقوالِ حسنہ اور شجاع و نڈر تھے۔ زہد سے متعلق آپ کے اشعار اور تالیفات معروف ہیں۔ سن ۶۳۰ ہجری میں موصل اور اربیل کے سفیر کی خدمت انجام دی۔ آپ کے لئے قصرِ شاہی کی مسجد میں مناظرہ کی عرض سے اسٹیج بنایا گیا تھا۔ آپ مقبولیتِ عام کے حامل تھے اور طالبانِ علم کا ایک جسمِ غفیر آپ کی جانب رواں ہوتا تھا۔ اولادِ شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ میں عام طور پر آپ کی کنیت صالح رہی لیکن مختلف روایات میں موسیٰ عبد الغنی اور عبد اللہ بھی بیان کی گئی ہے۔

چھٹی صدی ہجری میں تاتاریوں کے ہاتھوں سن ۶۵۶ ہجری میں بغداد کے سقوط تک حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی اولاد و احفاد اور حناص طور پر وہ جنہوں نے حضرت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے پیغام کو عام کیا

خاص و عام میں نہایت احترام و مقبولیت کے حامل رہے۔ اور پھر افرادِ  
حُنا ندانِ قادر یہ اقطاعِ عالم اشرق و عنرب میں پھیل گئے اور ہر دور میں جو  
ان کے سیاسی ائتفاسق اءینی اور اجتماعی کارنامے رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں<sup>۱</sup>۔

---

۱۔ اکلیدانی۔ جمال الدین فالح۔ "المصدر السابق" صفحہ ۳۲

حضرت الامام عبدالقادر الحلی رضی اللہ عنہ  
کے مقام ولادت کا ذکر اور اس کے مصدر و مرجع پر تفصیلی نظر

نم احاطه الشرفع بواسطه

مكتبة عملك

[ask2pdf.blogspot.com](http://ask2pdf.blogspot.com)